ولی ہندے نیں جتھے او سدا دربار وسدے نیں
او تھاواں وسدیاں نیں جتھے رب دے یار وسدے نیں

بہترین انسان

حضرت سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "کیا میں (ﷺ) تمہیں بہترین مومن کی خبر نہ دوں؟" صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا ہاں، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو (آپ ﷺ نے) فرمایا تم میں بہترین وہ ہیں کہ جب دیکھے جائیں تو اللہ (ﷻ) یاد آجائے۔"

مسند احمد حدیث نمبر 27602

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

مسلسل اشاعت کا تینتیسواں سال

(جلد نمبر 33 شمارہ نمبر 7) ربیع الثانی 1444ھ نومبر 2022ء

عقائد کی پختگی اور
اعمال کی درستگی کا
بہترین ذریعہ

LIVE
NAGINA TV
دیکھنا نہ بھولئے

بفیضانِ نظر

مُنیر احمد یُوسفی

بانی

سرپرستِ اعلیٰ
بشیر احمد یوسفی

ناظمِ اعلیٰ
خلیل احمد یوسفی

Google Play DEEN A ISLAM
Seedharastah.com
WhatsApp 0344-4501541

ہیڈ آفس
جامع مسجد نگینہ
A-977 بلاک B-III محمد پورہ (چاہ میراں) اسکیم لاہور
0313-3333777

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا
جامع مسجد محمد ابو بکر صدیق
480 بلاک ٹ محمد پورہ (چاہ میراں) اسکیم لاہور
0300-4274936

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

مجھے دین اسلام سے پیار ہے

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین دورِ جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا تینتیسواں سال

بیادگار

پیر طریقت رہبر شریعت
زبدۃ العارفین ہو پیکر ایثار و وفا، فنا فی الرسول،
امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین منظور نظر داتا گنج بخش
حضرت قبلہ علامہ مولانا
حاجی محمد یوسف علی نگینہ

محمد اللہ دتہ یوسفی　منیر احمد یوسفی

بشیر احمد یوسفی

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

منیر احمد یوسفی

بشیر احمد یوسفی

خادم دین اسلام
خلیل احمد یوسفی

زیر نگرانی
خلیل احمد یوسفی

فہرست ترتیب

1	حمد باری تعالیٰ و مدحِ غوثِ اعظم	3
2	اداریہ۔	4
3	تفسیر یوسفی۔	6
4	مِنْ دُوْنِ اللہِ۔	11
5	ان اللہ مع الصابرین۔	20
6	رحمت باری تعالیٰ۔	23
7	شَرُّ النَّاسِ وَخَیْرُ النَّاسِ۔	26
8	قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کا مفہوم۔	32
9	معمولاتِ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔	38
10	ختم گیارہویں شریف کیا ہے؟	40
11	کیا غوثِ اعظم کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟	44
12	اَسْمَآءُ النَّبِیِّ ﷺ۔	48

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک) روپے

الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2500
عرب امارات، سعودی عرب	2500
انگلینڈ	3500
کینیڈا، امریکہ	3500
پاکستان	500

مجلس مشاورت
مفتی آصف علی یوسفی، مفتی رضوان انور یوسفی
مفتی اعجاز احمد یوسفی
ام عفارہ، فاطمہ یوسف

منیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد یوسفی
عظیم احمد یوسفی

پیر طریقت شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر احمد یوسفی

زیر انتظام صاحبزادہ والا شان محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمرمی و یوسفی برادران

محمد اعظم طاہر ہاشمی یوسفی

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا
ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' 480 بلاک I-) گجر پورہ (جانز سکیم) لاہور
متصل جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق 0300-4274936

ڈرافٹ اور چیک کے لئے خلیل احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر PK13MEZN0002860102868150 میزان بینک لاہور

پبلیشر خلیل احمد یوسفی نے ناصر شہزاد پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق 480 بلاک I- گجر پورہ (جانز سکیم) لاہور سے شائع کیا

قیمت فی شمارہ 50 روپے

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.nagina.tv　0313-3333777

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 480 بلاک I-) گجر پورہ (جانز سکیم) لاہور

حمد باری تعالیٰ

از قلم: پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد اللہ دتہ زمزم یوسفی رحمۃ اللہ علیہ

حمد تیری ذات کو اَے کار ساز و کردگار
میں ترا بندہ خداوندا عمل سے شرمسار

یا رب اقلیمِ جہاں کا راز تیرا با وقار
ہے ترے ہی زیرِ فرماں سب عروج و اِفتخار

لالہ و نرگس کلی متلاشیٔ صد نو بہار
ہر کسی کے واسطے تُو لمحہ لمحہ غم گُسار

میرے باطن کے چمن کا ہے گریباں تار تار
دِل گلوں کا خواہش مند ہے ڈَس رہی ہے نوکِ خار

پوری ہوں گی دیدۂ پُر نم کی ساری حسرتیں
سایۂ رَحمت ترا دے گا اگر دِل کو قرار

لاکھ کوتاہی سہی رَحمت سے مایوسی نہیں
آنکھیں اِحساسِ ندامت سے ہیں بے شک اَشکبار

رات دِن رنج و اَلم سے دِل ہے رَنجیدہ بڑا
اِتنا ہے بارِ گناہ شرمندہ ہوں پروردگار

ہر جگہ ہیں تیرے اَلطاف و کرم کی بارشیں
دُنیا و محشر میں تیری رَحمتیں ہیں بے شمار

ہر گھڑی ہر کوئی سائل ہے تری سرکار میں
ادنیٰ سے ادنیٰ کا تیری رَحمتوں پر اِنحصار

اَب کرم کی ڈالیاں زمزمؔ کا بن جائیں نصیب
ڈھونڈتا پھرتا ہے تیرے فضل کے لیل و نہار

اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں
اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔ (حدیث)

مدحِ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

از قلم: امینِ علم لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ

مُردے وی زندہ کیتے نے بیڑے وی تارے میراں نے
میرے غوث دے قدم نوں رَکھیا اے کندھیاں تے قطباں پیراں نے

کِسے غوث قطب نہ پایاں نے جو پایاں شاناں غوث میرے
کہیا جدّھر غوث الاعظم نے مُڑیاں اُودھر تقدیراں نے

خود کڑ کڑ کے سب کڑیاں اِک پل وچ ٹوٹے ہو گئیاں
یا غوث الاعظم دا نعرہ لا دِتّا جدوں اَسیراں نے

اَوہدا لقب تے غوث الاعظم ہے پر نام چہ اسمِ اعظم ہے
سب دَرد تے دُکھڑے ٹل جاون اَوہدے ناں وچ اَیہہ تاثیراں نے

اَوہنوں پچُھ کے مہینے چڑھدے نے اَوہ شیخ زمین اَسماناں دا
اَوہ کدی رہائی نئیں منگدا جہنوں پایاں غوث زنجیراں نے

جیہڑے سَر دے رہندے یارہویں توں کاں گھوہاں حِصّے اَوہناں دے
رَب یارہویں دیون والیاں نوں دے چھڈّے حلوے کھیراں نے

میں ضامن محشر تیکر ہاں کوئی خوف نہ کرن مرید میرے
اَیہہ یوسفؔ کولوں نئیں کہندا میرے غوث دِیاں تحریراں نے

☆☆☆

تمام اہلِ محبت ربیع الآخر کے مہینے میں
اپنی اپنی مساجد، دفاتر اور گھروں میں
پیرِ پیراں غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے ذکر کی محافل منعقد کریں۔ شکریہ (ادارہ)

مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

ادار یہ

ٹرانس جینڈر ایکٹ اور شریعت اِسلامیہ

ملک میں اِس وقت ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ پورے ملک میں ایک ہیجان اور اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے اور کسی بھی مسلمان کا دِل و دماغ اِس بات کو تسلیم نہیں کر پا رہا کہ ایک اَیسا ملک جس کی اساس اور بنیاد ہی اِسلام پر ہو اور جس کی پارلیمنٹ کا فریضہ اَول قرآن وحدیث کی بالادستی ہو اور اُس نے اِس بات کا حلف بھی اُٹھا رکھا ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ اور اُس کے پیارے محبوب آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سب سے بلند و برتر رہے گا اور ملک میں خلافِ شرع قانون سازی کی اِجازت نہیں ہوگی۔ اِس میں ٹرانس جینڈر جیسے غیر فطری اور غیر شرعی عمل اور بل پیش ہو کر باقاعدہ قانون بن سکتا ہے۔ صد حیف کہ اِسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ انہونی بھی ہو چکی ہے (استغفر اللہ)

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک اَیسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اِسلامی اُصولوں کو آزما سکیں لیکن آج پاکستان میں سیکولر فکر وسوچ کے حامل عناصر مختلف حیلوں بہانوں سے ہماری اِسلامی' نظریاتی اساس اور اخلاقی اقدار کے درپے ہیں۔ کبھی حج فارم میں ردو بدل کر کے' کبھی ارکان پارلیمان کے حلف نامہ سے ''ختم نبوت'' کے اَلفاظ تبدیل کر کے' کبھی شناختی کارڈ کے فارم میں مذہب کو مبہم بنا کر' کبھی حقوق نسواں اور عورت مارچ کے نام پر اپنی لبرل سوچ کو رائج کرنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ''میرا جسم میری مرضی'' کی بیہودہ سوچ والی غیر ملکی پس منظر کی حامل غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) اِس ساری منصوبہ بندی کے پیچھے سرگرم عمل ہیں۔

قارئین کرام! ٹرانس جینڈر 2017 میں خواجہ سراؤں (ہیجڑوں) کے حقوق کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ اِس میں ٹرانس جینڈر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو اَیسے اَفراد جن کے جنسی اَعضاء میں قدرتی اور دائمی نقص ہوتا ہے اور وہ شادی کے قابل ہی نہیں ہوتے۔ عرف عام میں ان کو خواجہ سراء یا ہیجڑا کہا جاتا ہے۔ ٹرانس جینڈر کی دوسری قسم میں وہ افراد شامل ہیں جو پیدائشی طور تو مکمل مرد یا عورت ہوتے ہیں لیکن کسی حادثے کے نتیجہ میں اپنی صنفی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ ان کی تیسری قسم اَیسے اَفراد پر مشتمل ہے جو پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت ہوتے ہیں لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ کسی نفسیاتی الجھن یا معاشرتی دباؤ کا شکار ہو کر وہ اپنی جنس سے مطمئن نہیں ہوتے اور وہ جنس مخالف کی شخصیت اِختیار کر لیتے ہیں یعنی از خود خواجہ سراء کا روپ دھار لیتے ہیں۔ حقیقتاً یہی دو اَقسام اِس ایکٹ سے اِختلاف کا باعث ہیں۔ جن کو خواجہ سراؤں کی آڑ میں تحفظ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اِس ایکٹ میں ان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مکمل مرد یا عورت ہونے کے باوجود شناختی کارڈ میں اپنی مرضی کی جنس کا اندراج کروا سکتے ہیں۔ یہی شق اِس قانون کو متنازعہ بناتی ہے کہ اِس سے معاشرے میں اخلاقی وسماجی بگاڑ پیدا ہوگا۔ ہماری نسلیں اَیسے ماحول میں پرورش پائیں گی جہاں عورت کی پہچان باقی رہے گی' نہ مرد کی تمیز ہوگی۔ مغربی معاشرہ کی طرح ہمارا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا اور ہم خدانخواستہ ذہنی و اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جائیں گے۔ اِسلام دُشمن اور سیکولر عناصر نے نہایت مکاری سے اِس قانون کو ہمارے ملک میں متعارف کرا کر مغربی ثقافت کو فروغ دینے کی پوری کوشش کی ہے جس کے لئے دین بیزار این جی اوز کو اِستعمال کیا جارہا ہے۔

صحت کی عالمی تنظیم (WHO) کے مطابق ''خواجہ سراء ہونا کوئی نفسیاتی بیماری یا جسمانی کمزوری نہیں ہے۔ بلکہ یہ اصطلاح ہر

اِنسان کو حق دیتی ہے کہ وہ اپنی پیدائش کے مطابق اپنی جنس کو برقرار رکھے یا بدل لے''۔ یہی نکتہ نظر ہم جنس پرستی کے فروغ کا باعث ہے اور بین الاقوامی سطح پر اِس خلافِ فطرت نظریے اور قانون کو پوری دُنیا میں رائج کرنے کے لئے ہم جنس پرستوں کی شیطانی تنظیم ''انٹرنیشنل پسی اینڈ گے ایسوسی ایشن'' نہایت سرگرم عمل ہے۔ یہ تنظیم اتنی طاقتور اور بااثر ہے کہ اِس کا باقاعدہ اپنا جھنڈا اور اَقوام متحدہ جیسے مضبوط ادارے میں اپنی لابی ہے جو اس کے شیطانی ایجنڈے کے لئے کام کرتی ہے۔

قارئین کرام! مردم شماری کے اعداد و شمار اور ریکارڈ کے مطابق اِس وقت پاکستان کی کل آبادی 51 فیصد عورتوں اور 49 فیصد مردوں پر مشتمل ہے جبکہ 22 کروڑ کی آبادی والے ملک میں حقیقی خواجہ سراؤں کی تعداد صرف 10436 ہے جس کا تناسب کل آبادی کا اعشاریہ صفر سے بھی کم ہے۔ اِس تناظر میں اتنی قلیل ترین آبادی کے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومتی سطح پر اِتنا تردد سمجھ سے بالاتر ہے۔ واضح ہو کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 منظور ہونے کے بعد تین سال کے عرصہ میں ''نادرا'' کو جنس تبدیلی کی اکتیس ہزار سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں، ان میں 16530 مردوں اور 15154 عورتوں نے اپنی جنس تبدیل کرائی جبکہ قدرتی اور اَصل خواجہ سراؤں کی صرف تیس درخواستیں موصول ہوئیں جن میں اکیس نے مرد اور نو نے بطور عورت اندراج کی درخواست کی۔

ٹرانس جینڈر بل محض ایک سماجی و معاشرتی معاملہ ہی نہیں ہے اس کا تعلق دینِ اِسلام سے بھی ہے۔ اِس کو اراکین پارلیمنٹ کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا کہ وہ جو چاہیں اِس کا فیصلہ کریں۔ پارلیمنٹ اگرچہ ایک بااختیار ادارہ ہے لیکن عقل کُل ہرگز نہیں۔ اراکین پارلیمنٹ کی عقل و دانش اور فہم و بصیرت سب کے سامنے ہے۔ اَفسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اراکین پارلیمان کی اکثریت اِسلامی تعلیمات سے قطعی نابلد ہے۔ اِنسان کی تخلیق کا حق صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ کے پاس ہے جسے چاہے، جیسے چاہے تخلیق فرمادے۔ اِس کی تخلیق میں بڑی حکمت مضمر ہے جو اِنسانی عقل سے ماوراء ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد اور عورت کو تخلیق فرمایا ہے۔ جسمانی طور پر مکمل مرد یا عورت کسی نفسیاتی مسئلہ کی وجہ سے اپنی جنس تبدیل نہیں کر سکتے۔ اَیسا کرنا خلافِ شرع اور بہت سی بُرائیوں کا باعث ہے۔ اِسلام نے اِس عمل کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ نے زنانہ صورت اِختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ صورت اِختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اِس ایکٹ کے مسئلے پر فتویٰ کونسل کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں ملک بھر سے 81 مفتیانِ کرام نے شرکت فرمائی، جنہوں نے متفقہ طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اِس قانون کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے فوراً منسوخ کرنے کی سفارش کی ہے اور کہا کہ جن اَفراد نے اِس ایکٹ سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی جنس تبدیل کی ہے ان کے اِس ناجائز عمل کو بھی کالعدم قرار دے کر انہیں میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کر کے ان کی جنس کی تصدیق کرائی جائے، اور اِس قانون کو قطعاً قدرتی پیدائشی خنثیٰ/انٹرسیکس تک محدود کیا جائے۔ واضح ہو کہ پیدائشی طور پر نامکمل مرد اور عورت کی جنس کے تعین کے لئے شناختی کارڈ بنانے والے ادارے ''نادرا'' کے پاس ایک ہی پیمانہ تھا کہ اَیسے اَفراد اِس بارے میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کریں اور شناختی کارڈ حاصل کر لیں۔ لیکن اَب اِس غیر شرعی قانون کے تحت میڈیکل سرٹیفکیٹ کی شرط کو ختم کر دیا گیا ہے۔ جس سے مزید قباحتیں جنم لیں گی۔ اس تناظر میں ٹرانس جینڈر ایکٹ قطعاً غیر شرعی، قرآن وسنت سے متصادم اور آئین پاکستان کے منافی ہے۔ اس کو فی الفور واپس لیا جائے یا اس میں مناسب ترامیم کر کے قرآن وسنت کے مطابق کیا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں توبہ واِستغفار کی توفیق دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

تفسیرِ یوسفی

مالک: پیر طریقت، رہبر شریعت، امین علم لدنی، نیر اوج شرافت، زبدۃ العارفین، منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ عالیہ: صوفی باصفا، قطب علی، پیر طریقت، رہبر شریعت، نیر اوج شرافت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و فنافی الرسول، حضرت قبلہ عالم مولانا الحاج منیر احمد یوسفی

مرتب: خلیل احمد یوسفی

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

لَا یَسۡتَوِی الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ غَیۡرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الۡمُجٰهِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِیۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ عَلَی الۡقٰعِدِیۡنَ دَرَجَةً ؕ وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰی ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِیۡنَ عَلَی الۡقٰعِدِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنۡهُ وَ مَغۡفِرَةً وَّ رَحۡمَةً ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۙ (النسآء:96-95) ''برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ) نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ) نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اُس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) بخشنے والا مہربان ہے''۔

(لَا یَسۡتَوِی الۡقٰعِدُوۡنَ) ''جہاد پر سے بیٹھنے والے یعنی جہاد پر نہ جانے والے (جانے والوں کے) برابر نہیں'' (مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ) ''مومن مجاہدین سے'' یہ القاعدین سے حال ہے۔ اَب عبارت یوں ہوگی کہ کائنین من المومنین۔ اس اضافہ سے یہ فائدہ مطلوب ہے کہ مومن کے جہاد پر نہ جانے سے اس کے اِیمان پر حرف نہیں آتا اور ساتھ ہی یہ بھی بتانا ہے کہ آئندہ جو ثواب کی جزا مرتب ہوگی اُس سے یہ لوگ محروم نہیں ہوں گے۔ (غَیۡرُ اُولِی الضَّرَرِ) شرط یہ ہے کہ اُن کا جہاد پر نہ جانا کسی شرعی عذر کی وجہ سے ہو۔ یہ مرفوع ہے اور الۡقٰعِدُوۡنَ کی صفت ہے۔ [1]

فائدہ: ضرر، مرض، پیدائش، اَندھا پن، لنگڑا پن، چلنے پھرنے سے عاجز ہو جانا وغیرہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے اور جو شخص جنگی ساز وسامان سے عاجز ہو۔

شانِ نزول:

حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی ران مبارک میری ران پر تھی۔ اُس کا اِتنا وَزن تھا کہ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فراغت پائی اور آثارِ وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جُدا ہوئے مَیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتبِ وحی تھا۔ تو مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے لکھا لَا یَسۡتَوِی الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یہ جملہ اُترا تو حضرت سیّدنا مکتوم رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینا تھے) نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) اُس بندۂ خدا کے لئے کیا حکم ہے جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا اُن کا یہ

[1] روح البیان جلد 2 ص 265۔

عرض سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر نزولِ وحی ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فراغت کے بعد فرمایا۔ اے زید لکھو لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ حضرت سیّدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیر اولی الضرر کے اَلفاظ ہی نازل ہوئے۔ تو مَیں نے پچھلے اَلفاظ سے ملا کر لکھے گویا یوں ہی حکم نبوی تھا۔ 2

فائدہ: القاعدین سے وہ تندرست لوگ مراد ہیں جو جنگ پر نہ جاسکیں اس اِرادہ پر کہ ہمارے دوسرے جو گئے ہیں۔ ہم اپنے گھروں کی حفاظت کریں اس لئے کہ جنگ کرنا فرض کفایہ ہے۔

فائدہ: حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں پر بدر کے میدان میں جانے والے اور نہ جانے والے مراد ہیں۔ یہی قول تاریخ نزول آیت کے موافق ہے۔

(وَالْمُجٰهِدُوْنَ) اس کا القاعدون پر عطف ہے (فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوٰلِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ) یعنی وہ مجاہد جو اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق کی راہ پر مال لٹاتے اور اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اُن کا اور جنگ پر نہ جانے والوں کا اَجر وثواب میں مقابلہ نہیں ہوسکتا کہ وہ بلا عذر جنگ پر نہ جائیں۔ تاکہ جنگ پہ نہ جانے والا عبرت پکڑے کہ جنگ پہ نہ جانے سے اِتنے بڑے درجات اور مراتب سے محروم ہوگیا اور اپنے نفس پر ملامت کرے گا کہ اِتنے بلند مراتب سے کیوں گر گیا۔

(فَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوٰلِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ) ''اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے اَموال اور نفوس کے قربان کرنے والوں پر فضیلت بخشی ہے''۔

(وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ) اس کا سابقہ فضل اللہ پر عطف ہے۔ (أَجْرًا عَظِيْمًا o) اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق نے جنگ پر جانے والوں پر اور نہ جانے والوں پر بہت بڑے اَجر سے فضیلت بخشی ہے۔ أَجْرًا عَظِيْمًا o مفعول مطلق ہے۔ اِس لئے کہ فضل اللہ بمعنی اجر اللہ ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق نے بہت اَجر سے انہیں نوازا ہے۔ 3

(دَرَجٰتٍ) یہ اجرا سے بدل الکل ہے فضیلت کی کمیت کو بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ (منہ) درجت کی صفت ہے جو درجات کی تضخیم اور جلالت قدر پر دلالت کرتا ہے یعنی انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ کی طرف سے بہت بڑے بلند درجات نصیب ہوں گے۔

ہر ایک کے مابین ستر درجات کا فرق ہوگا اور ایک درجہ کی بلندی اتنی ہوگی کہ تیز رفتار گھوڑا اگر ستر سال دوڑے تو کہیں دوسرے درجہ کو پہنچے اُن کے سات سو درجات ہوں گے۔ 4

شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہشت میں ایک سو دَرجات اَیسے ہیں جو صرف مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے مختص ہیں۔ اُن میں دو درجوں کے مابین مسافت زمین وآسمان کی مسافت کے برابر ہے۔ 5

حضرت عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ہارون رشید مدینہ منورہ آیا تو برمکی کو امام مالک کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ میرے پاس وہ کتاب لائیں جو آپ نے تصنیف کی ہے تاکہ مَیں اسے آپ سے سنوں۔ حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے برمکی سے فرمایا امیر المؤمنین کو میرا سلام کہیں اور یہ پیغام دینا کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے' علم زیارت کے لئے نہیں آتا' علم کے پاس آیا جاتا

2 تفسیر مظہری جلد 2 ص 202' روح البیان جلد 2 ص 265۔ 3 تفسیر نسفی جلد 1 ص 387۔ 4 صفۃ الجنۃ لابن ابی الدنیا حدیث 185' تفسیر ابن ابی حاتم حدیث 5857' تفسیر آلوسی جلد 3 ص 119۔ 5 الزہد والرقائق لابن مبارک حدیث 1536' مسند احمد حدیث 8419' صحیح بخاری حدیث 2790' صحیح ابن حبان حدیث 362' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 17766۔

ہے' وہ خود چل کر نہیں آتا۔ برمکی واپس ہارون کے پاس آیا' عرض کیا' اے امیر المؤمنین اہلِ عراق کو یہ خبر پہنچے گی کہ آپ نے اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئے' اسی اثناء میں اِمام مالک تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس کتاب نہیں تھی۔ آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ کہا اے امیر المؤمنین اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا۔ آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو علم کو پَست کرے جس کے نتیجہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو پَست کر دے۔ مَیں نے اَیسے لوگوں کو دیکھا ہے جو آپ کے حسب ونسب سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں' تم اِس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم سیّدِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عطا کردہ علم کی تعظیم کرو۔ اِمام مالک لگاتار اَیسی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہارون رشید رونے لگا پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے زہری نے خارجہ بن زید کے واسطہ یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں کندھے کی ہڈی پر یہ آیت مبارکہ لکھ رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم وہاں موجود تھے' عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں آیاتِ مبارکہ نازل فرمائی ہیں جبکہ مَیں نابینا ہوں' کیا میرے لئے اِس میں رخصت ہے؟ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مَیں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میرا قلم اَبھی تر تھا خشک نہیں ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی ران مبارک میری ران پر آپڑی' خوف محسوس ہونے لگا کہ وحی کے بوجھ سے میری ران ٹوٹ ہی نہ جائے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے زید **غیر اولی الضرر** لکھواے امیر المؤمنین اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک حرف (ان الفاظ) کے لئے جبرائیل امین کو پچاس ہزار سال کی مسافت سے بھیجا تاکہ وہ حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ زیبا نہیں کہ مَیں اس کی تعظیم بجالاؤں؟ 6

حضرت فلتان بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ نے اِس آیتِ مبارکہ کو آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر ایک جگہ رُک جاتی' آنکھیں کھلی ہوتیں' کان اور دل دوسری چیزوں سے بالکل فارغ ہو جاتے۔ جب یہ اَمر اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی طرف سے ہوتا تو ہم پہچان لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کاتب سے فرمایا (یہ آیت) لکھو۔ ایک نابینا کھڑا ہوگیا' عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) ہمارا کیا گناہ ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ نے پھر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے نابینا سے کہا اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے تو وہ ڈر گیا کہ اس کے بارے میں کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوگی' وہ یوں ہی کہتا رہا۔ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کاتب سے فرمایا: لکھو **غیر اولی الضرر**۔ 7

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں امراض اور دردوں نے جہاد سے روک دیا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ نے اُن کے عذر کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا۔

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **غیر اولی الضرر** کے اَلفاظ حضرت سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئے۔ مَیں نے مسلمانوں کی بعض جنگوں میں دیکھا کہ اُن کے پاس جھنڈا ہوتا تھا۔ 8

---

6 در منثور جلد 2 ص 641-640۔ 7 مسند ابی یعلی حدیث 1583' مجمع الزوائد حدیث 9444' در منثور جلد 2 ص 641۔ 8 در منثور جلد 2 ص 642۔

حضرت سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو ایک نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاد کو پسند کرتا ہوں لیکن میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو غیر اولی الضرر کے الفاظ نازل ہوئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں چار آیات مبارکہ نازل ہوئیں لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر (النساء:95) لیس علی الاعمی حرج (النور:61) لا تعمی الابصار (الحج:16) اور عبس وتولی (عبس:1) رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا اور اسے قریب کیا اور فرمایا تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں میرے رب (جلّ وعلاء) نے مجھ سے گفتگو فرمائی ہے۔

حضرت سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: دُشمن کے مقابلہ میں گھر بیٹھ رہنے والا مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجاہدوں کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے جبکہ گھروں میں رہنے والے معذور نہ ہوں۔ یہ فضیلت ستر درجے ہے۔ 9

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے غیر اولی الضرر کی تفسیر معذورین سے کی ہے۔

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے معذوروں پر مجاہدوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اَلْحُسْنٰی کا معنی جنت کیا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ہر صاحبِ فضل کو فضل عطا فرماتا ہے۔ 10

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِسلام ایک درجہ ہے ہجرت کا اِسلام میں درجہ ہے جہاد کا ہجرت میں درجہ ہے اور قتل کا جہاد میں درجہ ہے۔ 11

حضرت سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان درجات منه کی تفسیر پوچھی فرمایا درجات سے مراد وہ سات درجے ہیں جن کا ذکر سورۂ برأت میں ہے: مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ o وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o (التوبہ:120-121) ''مدینہ والوں اور اُن کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ اُن کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اِس لئے کہ اُنہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دُشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے اُن کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے''۔

پوچھا یہ سات درجے ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی' جہاد کا درجہ مجمل تھا' جس نے اپنے کمال کے ساتھ جہاد کیا اس کا اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے۔ جب ان درجات کا ذکر فضیلت کے ساتھ ہوا تو اِن سے اسے خارج کر دیا گیا' اِن میں سے اُس کا حصہ صرف نفقہ رہ گیا اور یہ آیت

9 تفسیر ابن ابی حاتم حدیث 5855۔ 10 تفسیر ابن ابی حاتم حدیث 5854۔ 11 درمنثور جلد 2 ص 264۔

مبارکہ تلاوت کی لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ (التوبۃ:120) فرمایا یہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں پھر یہ آیتِ مبارکہ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً فرمایا یہ قاعد (بیٹھے رہنے والے) کا نفقہ ہے۔

حضرت اِبن محیریز رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ہے کہ درجات ستر ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دَوڑ کا فاصلہ ہے۔ 12

حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کے لئے چھ بھلائیاں ہیں (1) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے (2) اسے اِیمان کا ایک حُلّہ پہنایا جاتا ہے' (3) وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے' (4) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جاتا ہے' (5) جنت میں رہائش رکھتا ہے' (6) اس کی شادی حُور العَین سے کی جاتی ہے۔ 13

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سراج السالکین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ نے اُن مجاہدوں کے لئے بنائے ہیں جو اُس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دو درجوں کے لئے اِتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرو تو اُس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ سب سے بہترین اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ 14

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سیّد الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا اُس کے لئے جنت ثابت ہوگئی۔ حضرت سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوش ہوئے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) یہ مجھ پر دوبارہ بیان کیجئے۔ نبی الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس پر دوبارہ اِسے بیان فرمایا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو سو درجات میں بلند فرمائے گا اور دو درجوں کے درمیان اِتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین وآسمان کے درمیان ہوتا ہے۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) وہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ 15

حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی قبلتین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا اُس کے لئے بھی درجہ ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) وہ درجہ کیا ہے؟ فرمایا: خبردار یہ تیری ماں کی چوکھٹ نہیں۔ دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ 16

حضرت سیّدنا یزید بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں' دو درجوں کے درمیان اِتنا فاصلہ ہے' جتنا فاصلہ زمین وآسمان کے درمیان ہے۔ اُن میں یاقوت اور گھوڑے ہوں گے۔ ہر درجے میں اَمیر ہوگا جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔ 18

---

12 درمنثور جلد 2 ص 644' مصنف عبدالرزاق حدیث 10373۔ 13 تفسیر درمنثور زیر آیت: ولا تحسبن الذین قتلوا 14 درمنثور جلد 2 ص 644۔ 15 سنن سعید بن منصور حدیث 2361' صحیح مسلم حدیث 1884' سنن نسائی حدیث 3131' مستخرج ابوعوانۃ حدیث 7804' صحیح ابن حبان حدیث 363۔ 16 مصنف ابن ابی شیبہ حدیث 19386' مسند احمد حدیث 18063' سنن نسائی حدیث 3144' تفسیر ابن ابی حاتم حدیث 5850' صحیح ابن حبان حدیث 366۔ 17 تفسیر ابن کثیر ص 306۔

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

ازقلم: پیرطریقت رہبرشریعت منیر اسلام منیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید 72 بار مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے کلمات مختلف سورتوں میں دیکھے جاسکتے ہیں جب کہ دومقامات یعنی سورۃ الزخرف آیت نمبر 45 سورۃ الملک آیت نمبر 20 میں مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ کے کلمات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔کل 92 مرتبہ ''دون'' کا لفظ قرآن مجید میں اِرشاد ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ''مِنْ دُوْنِكَ'' 2 بار ''مِنْ دُوْنِكُمْ'' ایک بار ''مِنْ دُوْنِنَا'' ایک بار ''مِنْ دُوْنِهٖ'' 38 مرتبہ ''مِنْ دُوْنِهَا'' ایک دفعہ ''مِنْ دُوْنِهِمْ'' چار بار ''دُوْنَهُمَا'' 2 بار اور ''مِنْ دُوْنِيْ'' 3 بار اِرشاد ہوا ہے یعنی دُوْنَ کا لفظ مختلف انداز میں 144 بار قرآن مجید میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دُوْنَ کئی معنوں میں اِستعمال ہوتا ہے:

(1): فوق (اوپر) کے برخلاف۔ نیچے کے معنوں میں جیسے هُوَ دُوْنَهٗ۔ (2): کبھی ''قریب'' کے معنوں میں۔ زَيْدٌ دُوْنَكَ۔ زید تجھ سے (مرتبہ وغیرہ میں) قریب ہے۔ (3): سامنے کے معنوں میں۔ مَشٰى دُوْنَهٗ۔ وہ اُس کے آگے آگے چلا۔ (4): پرے کے معنوں میں۔ هُوَ اَمِيْرٌ عَلٰى دُوْنِ مَكَّةَ۔ وہ مکہ سے پرے کے علاقہ کا امیر ہے (5): علاوہ کے معنوں میں وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ 1 ''وہ اس کے علاوہ اور بھی کام کرتے ہیں''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ 2 ''اے ایمان والو! مومنوں کے علاوہ کافروں کو دوست نہ بناؤ''۔

صاحب ''لطائف اللغة'' نے کہا ہے یہ لفظ ''اَضداد'' میں سے ہے اور اس کے معنی پیچھے اور آگے، نیچے اور اُوپر سب آتے ہیں۔

''شَيْءٌ دُوْنَ'' ذلیل چیز کو کہتے ہیں۔لیکن اِس کے برعکس شریف اور اچھی چیز کو بھی کہتے ہیں۔قرآن مجید میں چند آیات مبارکہ ان معنوں میں بیان ہیں: مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ 3 ''بعض اُن میں سے نیک ہیں اور بعض اور طرح کے یعنی بُرے''۔

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ط 4 ''اور ہم میں سے بعض تو نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس یعنی کم تر درجہ کے'' علاوہ یا پہلے کے معنوں میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ 5 ''اور ہم انہیں عذاب اکبر کے علاوہ یا اس سے پہلے عذابِ ادنیٰ کا مزہ بھی چکھائیں گے''۔

اِمام راغب نے ''المفردات القرآن'' میں کہا ہے کہ کسی چیز تک پہنچنے سے قاصر رہ جانے کے لئے دُوْن بولا جاتا ہے۔

دُوْنَ اُس کٹے ہوئے غیر کو کہتے ہیں جس کا تعلق نہ ہو، دُوْن کے معنی قطع، کٹ جانا کے بھی ہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں پر نہیں ہوتا بلکہ اُس کے دشمنوں پر ہوتا ہے، اولیاء اللہ اور اولیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا یہی فرق ہے۔ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے کٹ کر کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ سے واصل ہوکر آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت ملک سبا سے لاسکتا ہے۔

مشرکینِ مکہ اور موجودہ دور کے بت پرست اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا یا علاوہ یا مقابل جن لکڑی، پتھر، مٹی اور لوہے کے بنے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور کرتے ہیں اُن سے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ 6

1 الانبیاء:82۔ 2 النساء:144۔ 3 الاعراف:168۔ 4 الجن:11۔ 5 المومنون:21۔ 6 الحج:62، تفسیر ابن عباس ص 206، روح البیان جلد 6 ص 55، تفسیر حسینی جلد 2 ص 75، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔

''اِس لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) حق ہے اور اُس کے سوا جسے پوجتے ہیں باطل ہے اس لئے کہ اللہ (جل جلالہ) ہی بلندی اور بڑائی والا ہے''۔

جھوٹے معبود باطل ہیں۔ سچا معبود باطل نہیں اور اَنبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی باطل نہیں۔ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ 7 ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سچے ہیں''۔ ایک مقام پر فرمایا: لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ 7 ''بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے حق آیا (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)''۔ پھر فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ 8 ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف حق آیا'' یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

محولا بالا آیت مبارکہ کا انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے کوئی تعلق نہیں، وہ سب حق ہیں۔ لوگ فرشتوں یا حضرت عزیر علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا بزرگوں کے بت بنا کر اُن کی پوجا کرتے تھے یا کرتے ہیں۔ اِس پوجا سے اُن بزرگوں کو باطل نہ کہا جائے گا اُن کا ہر فعل حق ہے۔ مشرکین کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کی عبادت کرنا باطل ہے۔ اہل کتاب نبیوں علیہم السلام کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اُن کے مجسموں، تصویروں اور صلیب کی پوجا کرتے ہیں اور یہ چیزیں اور عمل باطل ہیں۔ اس لئے رب کائنات نے بت پرستوں اور مشرکین کو فرمایا ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ 9 ''بے شک تم اور جو کچھ اللہ (جل جلالہ) کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں تمہیں اس میں جانا ہے''۔ یہاں ''ما'' سے مراد غیر ذی عقل ہیں۔ انبیا کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم مراد نہیں ہیں۔ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ پھر وہ چیزیں جنہیں لوگ پوجتے ہیں مثلاً پتھر، درخت وغیرہ، یہ چیزیں دوزخ میں عذاب پانے کے لئے نہیں جائیں گی بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گی کیونکہ قصور تو مشرکین کا ہے۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی والدہ کے بت بنا کر لوگ اُن کی پوجا کرتے تھے یا تصوراتی طور پر انہیں معبود سمجھ کر پوجتے تھے۔ تو اس میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام یا بی بی مریم سلام اللہ علیہا کا کوئی قصور یا دخل نہیں۔ اس کی وضاحت رب کریم نے سورۃ المائدۃ میں بیان فرما دی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ 10

''اور جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا اے عیسیٰ (علیہ السلام حضرت بی بی) مریم (سلام اللہ علیہا) کے بیٹے کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میرے ماں کو دو اِلٰہ بنالو (معبود بنالو) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا۔ (حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام) عرض کریں گے پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی اگر مَیں نے اَیسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا''۔

ملتان میں ایک شخص ہوا جس کا نام ہے نور الحسن بخاری ملتانی قدیر آبادی نے محولہ بالا آیت مبارکہ اپنی ناقص کتاب ''توحید و شرک کی حقیقت'' کے صفحہ نمبر 146 پر لکھ کر ذہنی پستی کی تراش خراش سے لکھا ہے:۔ دیکھئے! حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام پر مِنْ دُوْنَ اللّٰهِ کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔

یہ کیسی بے خبری اور بے علمی کا شاہکار ہے کہ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی والدہ کو ملتانی صاحب نے ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' ٹھہرا دیا۔ یہ تو ایک سوال ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا، اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ تجھے اور تمہاری والدہ کو میرے سوا معبود بنالیا جائے تو وہ جواب دیں گے: اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ''اگر مَیں نے ایسا کہا ہوگا تو ضرور تجھے معلوم ہوگا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواباً یہ نہیں فرمایا: تم تو ''مِنْ دُوْنِ

7 آل عمران 86۔ 8 یونس:94، یونس 108۔ 9 الانبیاء:98۔ 10 المائدۃ:116۔

اللّٰہِ'' ہو گئے ہو۔ میرے دشمن ہو میرے مخالف ہو اَب مَیں تجھے اور تیری عبادت کرنے والوں سب کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔

دیکھیے! اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی قدرت کی نشانی بناتا ہے' ملتانی صاحب مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ٹھہراتے ہیں۔ نہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فرمایا نہ ہی انہوں نے فرمایا کہ میں ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ'' ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ فرماتا ہے اور وہ خود بھی بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں' اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ (الصف:6)

حسین علی واں بھچروی اور غلام اللہ خان صاحبان اس آیت مبارکہ کے ترجمے کو بگاڑتے ہوئے معبود کی بجائے لکھا ہے: ''کیا تم نے اُن کو تعلیم دی تھی کہ تجھے اور تیری والدہ کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنالینا اور حاجات میں پکارنا'' کتنی بے خوفی کی بات ہے کہ فرمان الٰہی کی من گھڑت تفسیر بیان کردی جبکہ قرآن مجید میں حرف اِلٰـھَیۡنِ کا لفظ ہے کارساز اور حاجات میں پکارنا بیان نہیں ہے۔ نعوذ باللہ تمام انبیاء کرام پر ملتانی صاحب نے مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کا لیبل لگا دیا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ o [11] ''کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو چھوڑ کر (اللہ عزّ وجل کے سوا) میرے بندے ہو جاؤ۔ لیکن وہ کہے گا کہ تم اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے تم درس دیتے ہو''۔

ملتانی صاحب لکھتے ہیں اس آیت میں تمام حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام سے متعلق ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ'' فرمایا گیا ہے۔

دیکھیے! کیسی بے خبری ہے اَنبیاءِ کرام علیہم السلام تو فرمارہے ہیں ''اللہ والے ہو جاؤ'' اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ''کسی اِنسان کا یہ حق نہیں کہ وہ کہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو چھوڑ کر مجھے معبود بنالو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی فرمارہا ہے کہ وہ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ نہیں اور اَنبیاءِ کرام خود فرمارہے ہیں ''اللہ والے ہو جاؤ'' تو یہاں سے کیسے ثابت ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ'' ہیں۔ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمن ہوتے ہیں' اَنبیاءِ کرام علیہم السلام تو ''اللہ والے ہیں' مَامُوۡرٌ مِنَ اللّٰہِ۔

پھر بے خبر ملتانی صاحب نے تفسیر روح المعانی' کبیر' اور مدارک وغیرہ سے اس آیت مبارکہ کی شان نزول میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی عظمت وشان وعلو مرتبت کے پیشِ نظر آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا وَلٰکِنۡ اَکۡرِمُوۡا نَبِیَّکُمۡ وَ اعۡرِفُوۡا الۡحَقَّ لِاَهۡلِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یُّسۡجَدَ لِاَحَدٍ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَنَزَلَتۡ [12] ''ہرگز نہیں البتہ اپنے نبی ﷺ کی تکریم کرو اور ہر صاحب حق کا حق پہچانو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے سجدہ کیا جائے اِس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی''

یہ تو مسئلہ سمجھانے کے لئے بات فرمائی کہ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ (یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا) کسی کو یہ حق نہیں کہ اُسے سجدہ کیا جائے۔ یہ تو لغوی معنوں میں بات فرمائی گئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی سجدہ کے لائق نہیں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ'' ہوں۔ آپ ﷺ تو فرماتے ہیں: اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ' اَنَا حَبِیۡبُ اللّٰہِ کیسی علم دانی ہے کہ بات سمجھ میں نہیں آرہی آپ ﷺ نے فقط یہ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں تو لکھ دیا رسول کریم ﷺ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

ولی من دون اللہ:

وَمَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا o ''اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو چھوڑ کر

11 المائدۃ:79۔ 12 روح المعانی جلد 2 ص 199 (طبع جدید)' تفسیر کبیر جلد 4 جز 7 ص 122' مدارک جلد 1 ص 185' درمنثور جلد 2 ص 250 (طبع جدید)۔

شیطان کو دوست بنائے وہ صریح خسارے میں پڑا''۔

اِس آیت مبارکہ نے بتایا ولی مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ o (البقرۃ:107' التوبہ:196) ''اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں''۔

ان جیسی تمام آیات مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقابلے میں مددکرنا مراد ہے کہ رب تو مدد نہ کرنا چاہیے اور وہ رب کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد کر دیں' یہ ناممکن ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ کَحُبِّ اللّٰهِ ؕ ''اور جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ (جل جلالہ) کی طرح محبوب رکھتے ہیں''، محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب سے قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے' نبی اللہ ﷺ سے نبوت کی محبت ہے' ولی اللہ رحمہ اللہ سے ولایت کی محبت ہے' باپ سے اَبوِیّت کی محبت ہے' یہ سب محبتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کے بعد ہیں۔

انداد = نِد کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مثل' یہاں مضاف الیہ پوشیدہ ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مثل یا اُن میں بعض بعض کی مثل۔ اس مثل سے یا تو بُت مراد ہیں یا کفار کے سردار یعنی یہ کفّار کے غیر خدا کو خدا کی مثل بنا بیٹھے یا انہوں نے چاند' سورج' درخت' جانور اور اِنسانوں کو یکساں خدا مانا اور اُن کی عبادت کی' مشرکین فرشتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی لڑکیاں کہتے تھے اور اپنے بتوں کو اللہ کا بندہ مان کر اُس کا ساتھی اور شریک ٹھہراتے تھے اُن کا فاسد عقیدہ تھا کہ اکیلا اللہ جل جلالہ اتنا بڑا جہان نہیں سنبھال سکتا۔ ہمارے بت خدائی چلاتے ہیں' اُس کا ہاتھ بٹا رہے ہیں' اِس لئے انہیں شریک اور اِلٰہ کہتے تھے' لہٰذا انداد اور اولیاء اللہ میں بڑا فرق ہے۔

قرب کا وسیلہ اولیاء اللہ یا بُت؟

مشرکین کا عقیدہ:

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰهِ زُلۡفٰی [13]

(1) ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں (تفہیم القرآن جلد 4 ص 357)۔

(2) اور جن لوگوں نے اُس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اِن کی عبادت صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں۔ (تفسیر احسن البیان ص 1078 چھاپہ سعودی عرب)۔

تفہیم القرآن میں اِس آیت مبارکہ کی تشریح اِس اَنداز میں کی گئی ہے: کفار کہتے تھے اور بالعموم دُنیا بھر کے مشرکین یہی کہتے ہیں کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت اُن کو خالق سمجھتے ہوئے نہیں کرتے' خالق تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں اور اصل معبود اُسی کو سمجھتے ہیں۔ لیکن اُس کی بارگاہ بہت اُونچی ہے جس تک ہماری رسائی بھلا کیوں ہوسکتی ہے اس لئے ہم اِن بزرگ ہستیوں کو ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دُعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچائیں (تفہیم القرآن جلد 4 ص 357' حاشیہ نمبر 5)۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا: یہ سورت ہجرت حبشہ سے پہلے اور مکہ شریف میں نازل ہوئی جہاں لوگ لات ومنات وعزی اور ھُبل کی پوجا کرتے تھے اور اُن کی پوجا رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے جبکہ تفہیم القرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد کو بدل دیا گیا اور بتوں کی بجائے ''بزرگ ہستیوں اور اُن کی دُعاؤں اور التجاؤں کو بیان کرکے دھوکہ دیا ہے''، کتنی بڑی ناانصافی ہے۔

13۔ الزمر:3۔

محمد عبدہ الفلاح نے وحید الزماں اور شاہ رفیع الدین صاحبان کے ترجمے کے حاشیہ میں ''اشرف الحواشی'' نام سے محولہ بالا آیت کی تفسیر میں حاشیہ نمبر 12 کے حوالے میں لکھا ہے:-

''ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو موحد مسلمان کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں۔ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اُن کے نام کی نذرونیاز مانتے ہیں یا دُعا میں اُن کو بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں ان سب باتوں سے غرض اُن کی یہ ہوتی ہے کہ اِن بزرگوں کے ذریعہ انہیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے اُن کی سفارش کرسکیں''۔

بھلا ان حضرات سے کوئی پوچھے مشرکین تو بتوں کی عبادت کرتے تھے کیا مسلمان اولیاء کی عبادت کرتے ہیں؟ یہ تو اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں، یہ موحد مسلمان تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں، یہ نماز پنچگانہ میں 48 مرتبہ رب کائنات سے عرض کرتے ہیں:''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم'' یہ نہیں کہتے کہ یا اللہ ہمیں اپنے نقش قدم پر چلا یہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود برحق ہمیں اپنے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہدا اور صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلا تاکہ تیرا قرب حاصل کرسکیں۔

سورۂ توبہ میں خود خالق کائنات فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ 14 ''اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ''۔

سورۂ لقمان میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے: وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ''اور اُس کی راہ چل جو میری طرف جھکا ہوا ہے''۔

سچوں کے ساتھ ہونے اور جو اللہ کی طرف جھکے ہوئے ہیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل ہو، کیا کہیں رب کائنات قرآن مجید میں كُوْنُوْا مَعَ الْاَصْنَامِ یا وَاتَّبِعْ لَاتَ وَمَنَاتَ فرمایا ہے بلکہ اپنے پیاروں کی پیروی واطاعت اور نقش قدم پر چلنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ میرا قرب حاصل ہوسکے تو مسلمان اس لئے اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں تاکہ ان کی محبت سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہو اور اپنی محبت اور قرب عطا فرمائے۔ جو اللہ والوں سے محبت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے محبت فرماتا ہے اَیسے لوگوں سے فرشتے کہتے ہیں:۔ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ ''اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو نے اُس سے محبت کی ہے''۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص اِمام الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی قوم سے محبت کرے اور اُن سے ملا نہ ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ 15 ''اِنسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا''۔

موحد مسلمان اولیاء اللہ سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا ساتھ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اُن کو پانی پلانا اور وضو کروانا بھی کل قیامت کے دن شفاعت کا ذریعہ ہوگا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوست ہیں، بت نہیں ہیں بت کی دوستی حرام ہے۔ ولی اللہ سے دوستی حکم الٰہی ہے

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخی لوگ صف بستہ کھڑے ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک جنتی اُن کے پاس سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں، میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور کوئی دوسرا دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُن

14 التوبہ: 119۔ 15 مسند احمد جلد 2 ص 462، الترغیب والترہیب جلد 3 ص 363، مرآۃ جلد 6 ص 587، مشکوٰۃ حدیث 5007۔

کی شفاعت کرے گا پھر اُسے جنت میں داخل کرے گا''۔ 16

اللہ والوں سے دوستی حکم الٰہی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ o وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ o 17 ''اے اِیمان والو! تمہارا دوست خود اللہ (جل جلالہ) اُس کے (پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں اور جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے (پیارے) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایمان والوں سے دوستی کرے تو بے شک اللہ (جل جلالہ) ہی کا گروہ غالب ہے''۔

حزب اللہ وہی ہے جس کا تعلق اللہ (جل جلالہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ' نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم ہی قیامت کے دن کام آئیں گے' بت کسی کے کام نہیں آئیں گے۔

جو لوگ بتوں اور اولیاء اللہ کو ایک ساتھ ملا کر بات کرتے ہیں اور اولیاء کی شفاعت کے منکر ہیں کیا وہ قرآن مجید اور اَحادیث مبارکہ میں غور نہیں کرتے کے بت اور اولیاء میں کیا فرق ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ 18 'قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی' انبیا کرام (علیہم السلام) علماء کرام (انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث یعنی اولیاء اللہ) اور شہید لوگ''۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں قرآن مجید اور اَحادیث مبارکہ سے بے خبر لوگوں کے من گھڑت فتوے۔ بعض لوگ خدا معلوم کس ذہنیت کے انسان ہیں کہ یہ لوگ وہ آیات جو اللہ جل جلالہ نے بتوں اور بت پرستوں کے خلاف نازل فرمائیں ہیں۔ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم پر چسپاں کرتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ اُن میں مِنْ دُوْنِہٖ یا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے اَلفاظ ہیں۔ مثلاً

(1) وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ o 19 ''اور جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو دانہ خرما چھلکے تک کے مالک نہیں'' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر' اشرف علی تھانوی' فتح محمد' محمود الحسن' احمد علی' ڈپٹی نذیر احمد' عبدالماجد دریابادی' صلاح الدین یوسف اور مودودی صاحبان قسم کے لوگ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ اس طرح کرتے کہ ''جنہیں تم اُس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں'' لکھتے ہیں کہ ''اِس سے مراد انبیاء وصالحین ہیں''۔ ان لوگوں سے اگر کوئی پوچھے کہ اے بندگانِ نفس یہ بتاؤ یہ آیت تو اُس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جو اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ کی شان رکھتے ہیں یقینا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (حوض) کوثر اور (بہت کچھ) دیا ہے۔

''کوثر'' کثرت سے ہے اس کے متعدد معنی بیان کئے گئے ہیں۔ اِس سے احادیث مبارکہ میں اِس کا مصداق حوض بتلا دیا گیا ہے جس سے اہل ایمان جنت میں جانے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے پانی پئیں گے۔ اِسی طرح دُنیا کی فتوحات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع ودوام ذکر اور آخرت کا اجر وثواب سب ہی چیزیں ''خیر کثیر'' میں آجاتی ہیں (ابن کثیر)۔ بت قیامت کے دن کسی کے کام نہیں آئیں گے تو کیا اولیاء علماء اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ اگر انصاف کے معنی سمجھ میں آتے ہیں تو غور کریں۔

---

16 ابن ماجہ حدیث 3685' کنز العمال حدیث 39050' الترغیب والترہیب جلد 2 ص 70' قرطبی جلد 2 جز 3 حدیث 275' شرح السنۃ جلد 7 ص 520۔ 17 المائدۃ: 56-55۔
18 ابن ماجہ حدیث 4313' کنز العمال حدیث 39072' مشکوٰۃ حدیث 5611' مرآۃ جلد 7 ص 475' قرطبی جلد 9 جز 17 حدیث 300۔ 19 فاطر: 13' ابن عباس ص 270' ابن جریر جلد 22 ص 125' روح البیان جلد 7 ص 332' مظہری جلد 8 ص 50' جلالین زیر آیت' مدارک جلد 2 ص تفسیر حسینی جلد 2 ص 221' امام احمد رضا' شاہ ولی اللہ' شیخ سعدی۔

(2) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ مِنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ مَحْذُوْرًا ۝ 20 (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اللہ (جل جلالہ) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہوانہیں پکارولیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان) اور وہ جنہیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ اُن میں زیادہ کون مقرب ہے اُس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے''۔

آیت مبارکہ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (احسن البیان سعودی عرب) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں صحیح بخاری میں ہے كَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰٓؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ 21 (حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) اس آیت مبارکہ کی شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کرتے تھے پھر ایسا ہوا کہ وہ جن مسلمان ہوگئے اور یہ مشرک انہی کی پرستش کرتے رہے شرک پر قائم رہے''۔

حافظ ابن حجر اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں ''وہ لوگ جو جنوں کی عبادت کرتے تھے بدستور جنوں کی عبادت پر قائم رہے جب کہ جن یہ بات پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اِسلام قبول کرلیا تھا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرنے والے ہوگئے تھے (فتح الباری باب مذکور، فتح الباری جلد 8 ص 508_507، احسن البیان چھاپہ سعودی عرب) اس آیت مبارکہ میں جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی اور صحیح بخاری کی تشریح کے باوجود بعض لوگ بضد ہیں کہ اس آیت مبارکہ سے مراد حضرات انبیاء ومرسلین اور اولیاوصالحین ہیں۔

قابل غور بات ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ کی پوجا کی تو اس میں نبی اللہ علیہ السلام اور ولی اللہ کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں معبود بنالو؟ کیا اُن کی تعلیمات میں اَیسی بات تھی؟ یقیناً جواب نفی میں ہے تو جن لوگوں نے جنوں، فرشتوں، انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کی تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجا کی۔ تو یہ غلطی لوگوں کی ہے اِس کی سزا اللہ جل جلالہ کے پیاروں کو تو نہیں ملے گی۔ تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجنے والوں کو فرمادیا گیا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۝ تم اور جن کی تم اللہ (جل جلالہ) کے سوا پوجا کرتے ہو وہ سب جہنم میں جائیں گے یعنی پجاری اور تصویریں اور مجسمے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام۔ لہٰذا اِنسانیت اسی میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے محبت کی جائے اور انہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہہ کر اپنی آخرت تباہ نہ کی جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے محبت کرنی چاہئے اور رسول کریم ﷺ کی اس دُعا کو حفظ کر لینا چاہئے تا کہ یہ خطرہ ٹل جائے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نہیں ہیں بلکہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت ہیں۔ دُعا یہ ہے:

اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْٓ اِلٰى حُبِّكَ 22 ''میں تجھ سے تیری محبت اور جو تجھ سے محبت کریں اُن کی محبت اور اُس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے مانگتا ہوں'' کیا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے محبت کرنی چاہئے؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم ﷺ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی محبت سکھاتے ہیں؟'' اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ''

---

20 بنی اسرائیل: 57۔ 21 بخاری جلد 2 ص 685، مسلم جلد 2 ص 422، ابن عباس 179، روح البیان جلد 5 ص 174، مظہری جلد 5 ص 450، ابن جریر جلد 15 ص 104، مدارک جلد ص 718۔ 22 مشکوٰۃ حدیث 72، ترمذی حدیث 3235، درمنثور جلد 7 ص 203، ابن کثیر جلد 4 ص 40۔

سونٹھ، اَدرک (زنجبیل)

ان کو ایسے گلاسوں میں پلایا جائے گا جن میں ادرک کی مہک ہوگی وہ ادرک کیا ہے؟ جنت میں ایک چشمہ جسے سلسبیل کہتے ہیں۔'' 1 (الدھر: 17-18) حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اَقدس میں شہنشاہِ روم نے اَدرک کا مربہ ایک مرتبان میں تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے قبول فرمانے کے بعد تمام لوگوں کو اس کا ایک ایک ٹکڑا مرحمت فرمایا اور مجھے بھی ایک ٹکڑا ملا جسے مَیں نے کھایا۔ (ابو نعیم) اَدرک ایک مشہور سبزی ہے جسے لوگ گھروں میں کھانا پکانے اور اس کی خوشبو کی وجہ سے مشروبات کو دِل پسند بنانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اَدرک کا شمار اُن پودوں میں سے ہے جن کا خوردنی حصہ زیر زمین ہوتا ہے اور اس کی پھولی ہوئی جڑیں استعمال ہوتی ہیں۔ یوں تو قدرت کی پیدا کردہ ہر چیز حکمت سے خالی نہیں اور بھرپور فوائد کی حامل ہوتی ہے لیکن جنت میں اَدرک کے چشمے کا ہونا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اَدرک کے مربہ کو پسند فرمانا اُس کی اَفادیت میں اضافہ فرماتا ہے۔

☆ تازہ اَدرک کو چھیل کر 6 یا 7 دِن کے لئے دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے اور روزانہ پلٹنا یا جاتا ہے۔ اچھی طرح جب خشک ہو جائے تو اُس کو سنڈھ کہا جاتا ہے جو اَدویات میں بکثرت اِستعمال ہوتی ہے۔ مفردات میں بھی مرکبات میں بھی اس کے کثیر فوائد ہیں۔ ☆ مربہ زنجبیل: نظر و دماغ کی کمزوری، بلغمی امراض، دائمی نزلہ اور معدہ کی کمزوری کے لئے بہت مفید ہے۔

☆ پرانی کھانسی اور الرجی: اَدرک کو نچوڑ کر پانی حاصل کریں اور پانی کے برابر وزن شہد خالص استعمال کریں۔ دِن میں تین بار چاٹ لیں، ان شاء اللہ کھانسی میں اَفاقہ ہوگا اور اَدرک پانی میں اُبال کر بھاپ لیں، الرجی اور ناک بند فوری کھل جائے گا۔

☆ یورک ایسڈ اور جوڑوں کا درد: سونٹھ (5 تولہ)، حرمل (2 تولہ) دونوں کو پیس کر کیپسول بنالیں۔ صبح شام 1+1 ان شاء اللہ پرانے دَردوں سے نجات حاصل ہوگی۔ پرہیز بادی اشیاء چاول وغیرہ سے ضروری ہے۔ یہ جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ اعصابی تحریک بحال کرتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرنے میں مددگار ہے، پیٹ کو نرم کرتا ہے، قبض نہیں ہونے دیتا، آنکھوں میں سوزش کی وجہ سے نظر میں کمی آگئی ہو تو اُسے دُور کرتا ہے۔ اَدرک کے پانی میں سلائی ڈبو کر آنکھ میں پھیرنے سے سوزش دُور ہو جاتی ہے۔

☆ شوگر کا علاج: سونٹھ، کلونجی، میتھرے، چرائتہ تلخ، ہم وزن کیپسول بنالیں یا ویسے 1/2 چمچ صبح خالی پیٹ اَدرک کے پانی سے استعمال کریں اور قدرت کا کمال دیکھیں، بلڈ پریشر کے مریض یہ استعمال نہ کریں۔ بدہضمی، گیس، تیزابیت، پودینہ + ادرک کا قہوہ اور بدہضمی سے نجات ان شاء اللہ صبح و شام کھانے کے بعد ایک کپ استعمال کریں اور معدہ کو طاقت دیں۔ ☆ عموماً کھانا کھانے سے پہلے سالن پر تھوڑی سونٹھ ڈال لینے سے خوشگوار ذائقہ تو حاصل ہوتا ہی ہے لیکن بہت ساری بیماریوں سے بھی نجات حاصل ہوتی ہے۔ کسی بھی علاج اور غذا سے شفاء کی اُمید رکھنے سے پہلے خود کو نمازی بنانا اور باوضو رہنا بہت ضروری ہے۔

میاں لائٹ ہاؤس
دکان نمبر B-3 حافظ الیکٹرک مارکیٹ، شمع بلڈنگ
شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ 042-37636243
مینوفیکچررز
میاں محمد یوسف اویسی

حقوقِ زوجین

اچھے میاں بیوی

AVAILABLE

تالیف

صوفی باصفا، قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّراوجِ
شرافت زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ رسول، فنافی الرسول
پروانۂ توحید و رسالت سرمایۂ اسلام، منیرِ اسلام

مُنیر احمد یُوسفی رحمۃ اللہ علیہ

(ایم۔اے)

پبلشرز: جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0313-3333777

ملنے کا پتا: نگینہ کتب خانہ متصل جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق

480 بلاک C-1 گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

الداعیان

نگینہ جیولرز

پروپرائیٹر: محمد خرم شہزاد یوسفی 0322-4743180 042-37631431

دوکان نمبر 6 خورشید مارکیٹ گلی ہونگناں، سوہا بازار رنگ محل لاہور

ثانی کیبلز

پروپرائیٹر: محمد افضال یوسفی 0334-9898173

فیکٹری: ابراہیم روڈ نزد دمشقی ہسپتال، بندر روڈ لاہور

اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡن

(قسط 4)

از قلم: خادم دین اسلام خلیل احمد یوسفی

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: '' (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی جاؤ جی۔ یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پہچان نہ سکی تھی۔ پھر جب لوگوں نے اُسے بتایا کہ یہ (امام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے تو اَب وہ (گھبرا کر حبیب کبریاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دروازہ پر پہنچی۔ وہاں اُسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اُس نے کہا کہ مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پہچان نہ سکی تھی۔ (معاف فرمائیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ صبر تو جب صدمہ شروع ہو اُس وقت کرنا چاہیئے (اَب کیا ہوتا ہے)''۔ 1

نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایک صاحبزادی (حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اِطلاع بھجوائی کہ میرا ایک لڑکا وفات کے قریب ہے' اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُنہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) ہی کا سارا مال ہے' جو لے لیا وہ اُسی کا تھا اور جو اُس نے دیا وہ بھی اُسی کا تھا اور ہر چیز اُس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اِس لئے صبر کرو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ثواب کی اُمید رکھو۔ پھر (حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے قسم دے کر اپنے ہاں بلوا لیا۔ اَب (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جانے کے لئے اُٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ (حضرت سیّدنا) سعد بن عبادہ' (حضرت سیّدنا) معاذ بن جبل' (حضرت سیّدنا) اُبی بن کعب' (حضرت سیّدنا) زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ بچے کو (سیّدِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے کیا گیا۔ جس کی جانکنی کا عالم تھا۔ ابوعثمان نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ (حضرت سیّدنا) اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسے پرانا مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اَندر سے آواز ہوتی ہے۔ اِسی طرح جانکنی کے وقت بچہ کے حلق سے آواز آرہی تھی) یہ دیکھ کر (حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ (حضرت سیّدنا) سعد (رضی اللہ عنہ) بول اُٹھے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) یہ رونا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ یہ تو اللہ (عزّوجلّ) کی رحمت ہے کہ جسے اللہ (جل جلالہٗ) نے اپنے (نیک) بندوں کے دِلوں میں رکھا ہے اور اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) بھی اپنے اُن رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ 2

حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنصار کے کچھ لوگوں نے (سرورِ کونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس تھا۔ اَب وہ ختم ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس جو مال و دولت ہو تو مَیں اُسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق) بھی اُسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔ اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) اُسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) بھی اُسے صبر و اِستقلال دے دیتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی۔ (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے) 3

1 سنن ترمذی حدیث 988' ابن ماجہ حدیث 1596' صحیح بخاری حدیث 1283' صحیح مسلم حدیث 926' سنن ابوداؤد حدیث 3124' السنن الکبریٰ للنسائی حدیث 10840' مسند ابویعلی حدیث 3458' مشکوٰۃ حدیث 1728۔ 2 مسند احمد حدیث 21789' صحیح بخاری حدیث 1284' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 7129' مشکوٰۃ حدیث 1723۔ 3 مسند احمد حدیث 11091' سنن دارمی حدیث 1686' صحیح بخاری حدیث 1469' سنن ابوداؤد حدیث 1644' سنن ترمذی حدیث 2024' صحیح ابن حبان حدیث 4563' مشکوٰۃ حدیث 1844۔

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''(سیّدکونین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ نے بحرین میں کچھ قطعات اراضی بطور جاگیر (انصار کو) دینے کا اِرادہ کیا تو انصار نے عرض کیا کہ ہم تب لیں گے کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح کے قطعات عنایت فرمائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد (دوسرے لوگوں کو) تم پر ترجیح دی جایا کرے گی تو اس وقت تم صبر کرنا' یہاں تک کہ ہم سے (آخرت میں آکر) ملاقات کرو''۔ 4

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: (حضرت سیّدہ) اُمّ الربیع بنت براء (رضی اللہ عنہا) جو (حضرت سیّدنا) حارثہ بن سراقہ (رضی اللہ عنہ) کی والدہ تھیں' (حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) حارثہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں۔ (حضرت سیّدنا) حارثہ (رضی اللہ عنہ) بدر کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے' اُنہیں نامعلوم سَمت سے ایک تیر آکر لگا تھا۔ کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرلوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے روؤں دھوؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔ 5

حضرت سیّدنا سالم بن ابی نضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''(حضرت سیّدنا) عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ (رضی اللہ عنہ) نے (حضرت سیّدنا عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو) لکھا تو مَیں نے وہ تحریر پڑھی کہ (خاتم المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تمہاری کفار سے مڈبھیڑ ہو تو صبر سے کام لو''۔ 6

حضرت سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''(صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے' تو ہم میں سے (جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ سے بیعت کی تھی) دو شخص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں ہوسکے۔ جس کے نیچے ہم نے (اِمام المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور یہ صرف اللہ کی رحمت تھی۔ مَیں نے نافع سے پوچھا' آپ ﷺ نے صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) سے کس بات پر بیعت کی تھی' کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں' بلکہ صبر و استقامت پر بیعت لی تھی''۔ 7

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: جب اللہ (عزوجل) نے اپنے (پیارے محبوب آخری) رسول (ﷺ) کو قبیلہ ہوازن کے اَموال میں سے غنیمت دی اور آپ ﷺ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیف قلب کی غرض سے) سو سو اُونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگوں نے آپ ﷺ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ان کا خون اَبھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ (قریش کے لوگوں کو حال ہی میں ہم نے مارا' ان کے شہر کو ہم ہی نے فتح کیا' حضرت سیّدنا) انس (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ (حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اَنصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک ڈیرے میں جمع کیا' ان کے سوا کسی دوسرے صحابی (رضی اللہ عنہ) کو آپ ﷺ نے نہیں بلایا۔ جب سب اَنصاری لوگ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ اَنصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) ہم میں جو عقل والے ہیں' وہ تو کوئی اَیسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں' ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں' اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہماری تلواروں سے اَبھی تک اُن کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں بعض اَیسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ اَبھی گزرا ہے۔ (اور ان کو دے کر ان کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اِس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر

---

4 مسند احمد حدیث 12085' صحیح بخاری حدیث 2376' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 11787۔ 5 مسند احمد حدیث 13741' صحیح بخاری حدیث 2809' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 18540' مشکوٰۃ حدیث 3809۔ 6 بخاری حدیث 2833۔ 7 صحیح بخاری حدیث 2958۔

واپس جا رہے ہوں گے' تو تم لوگ اپنے گھروں کو (حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کو لے کر واپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اِس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا: بیشک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) ہم اِس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا: میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا' اُس وقت تم صبر کرنا' فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ (جل جلالہ) سے جا ملو اور اُس کے (پیارے محبوب آخری) رسول ﷺ سے حوض کوثر پر۔ 8

حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: حُنَین کی لڑائی کے بعد (راحۃ العاشقین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا۔ جیسے (حضرت سیّدنا) اَقرَع بن حابس (رضی اللہ عنہ) کو سو اُونٹ دیئے' اِتنے ہی اُونٹ (حضرت سیّدنا) عُیَینہ بن حصین (رضی اللہ عنہ) کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اِسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔ اِس پر ایک شخص (مُعتب بن قشیر منافق) نے کہا' کہ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود) کی خوشنودی کا خیال ہوا۔ مَیں نے کہا کہ واللہ! اِس کی خبر میں (شمس العارفین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا۔ چنانچہ مَیں آپ ﷺ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوا' اور آپ کو اس کی خبر دی۔ (سراج السالکین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا: اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود) اور اُس کے (پیارے محبوب آخری) رسول ﷺ بھی عدل نہ کریں تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھ اِس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔ 9

8 صحیح بخاری حدیث 3147' صحیح مسلم حدیث 1059' صحیح ابن حبان حدیث 7278' مشکوٰۃ حدیث 6217۔ 9 مسند احمد حدیث 3902' صحیح مسلم حدیث 1062' صحیح ابن حبان حدیث 6144' کنز العمال حدیث 32361۔

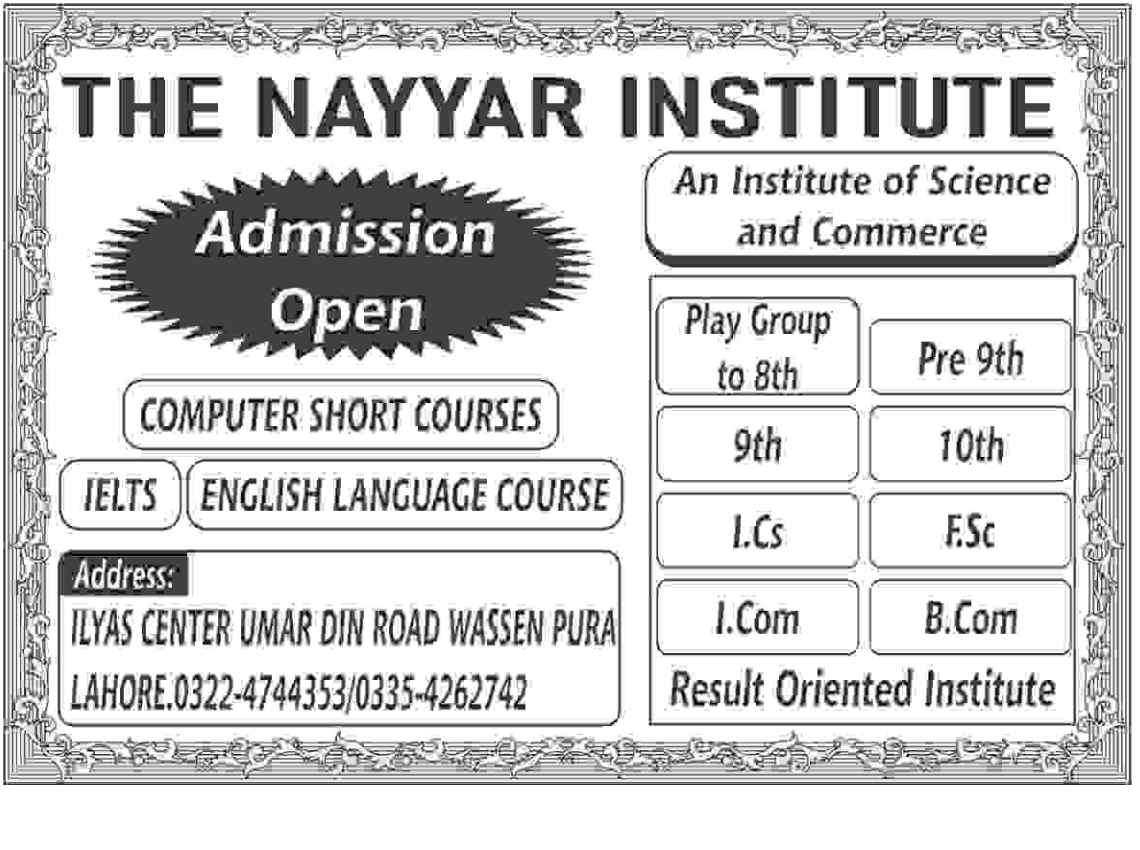

رحمت باری تعالیٰ

مرتب: پیر طریقت رہبر شریعت بشیر احمد یوسفی (ایم سی ایس)
سجادہ نشین: آستانہ عالیہ یوسفیہ گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

رحمت غضب پر سبقت لے گئی:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت' فرماتے ہیں' خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد مبارک فرمایا: اِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ عَلَى غَضَبِي [1] ''جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اُس نے ایک کتاب لکھی جو اُس کے پاس عرش پر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی''۔

کیا ماں اپنی اَولاد کو دوزخ میں پھینک دے گی؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے' اُن قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کے سینے سے دودھ نکل رہا تھا' وہ دَوڑتی پھرتی تھی' جب وہ قیدیوں میں کوئی بچہ پاتی تو اُسے پکڑ کر اپنے پیٹ سے لگاتی اور اُسے دودھ پلاتی' اِمام الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''کیا تم گمان کرسکتے ہو یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟'' ہم نے عرض کیا' نہیں۔ اگر وہ اسے نہ پھینکنے پر قادر ہو' (تو وہ نہیں پھینکے گی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) اپنے بندوں پر اِس عورت سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنا یہ اپنے بچے پر مہربان ہے''۔ [2]

سو رحمتیں:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حبیب کبریاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی سو رحمتیں ہیں' اُن میں سے ایک رحمت جنوں' اِنسانوں' حیوانوں اور زہریلے جانوروں میں اُتار دی جس کے ذریعے وہ باہم شفقت اور رحم کرتے ہیں' اِسی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے پر شفقت کرتا ہے' جبکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھی ہیں جن کے ذریعے وہ روزِ قیامت اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا''۔ [3]

مرتے وقت وصیّت:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی نے' جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی' اپنے اہل خانہ سے کہا' جبکہ دوسری روایت میں ہے: کسی آدمی نے بہت گناہ کئے تھے' پس جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی' جب وہ فوت ہو جائے تو اُسے جلا دینا' پھر اس (راکھ) کے نصف حصے کو خشکی میں اور اس کے نصف کو سمندر میں بہا دینا' اللہ کی قسم! اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) نے اِس (مجھ) پر تنگی کی تو وہ اِسے اَیسا عذاب دے گا کہ اُس نے تمام جہان والوں میں سے کسی کو اَیسا عذاب نہیں دیا ہوگا' پس جب وہ فوت ہو گیا تو اُنہوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا' پس اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) نے سمندر کو حکم دیا تو اُس نے اس حصے کو جو کہ اس کے اَندر تھا' جمع کر دیا' اور خشکی (زمین) کو حکم دیا تو اس نے بھی اُس حصے کو جو اُس کے اَندر تھا' جمع کر دیا' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس (آدمی) سے فرمایا: تم نے اَیسے کیوں کیا؟ اُس نے عرض کیا' یا اللہ! تیرے ڈر کی وجہ سے' جبکہ تو جانتا ہے' پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے

[1] مسند احمد حدیث 7500' صحیح بخاری حدیث 7422' السنن الکبریٰ للنسائی حدیث 7704' مسند ابویعلی حدیث 6432' مشکوٰۃ حدیث 2364' کنز العمال حدیث 10386۔
[2] صحیح بخاری حدیث 5999' صحیح مسلم حدیث 2754' **المعجم** الاوسط للطبرانی حدیث 3011' شعب الایمان حدیث 11018' مشکوٰۃ حدیث 237۔ [3] مسند احمد حدیث 9609' صحیح مسلم حدیث 2752' سنن ابن ماجہ حدیث 4293' مسند ابویعلی حدیث 6372' مشکوٰۃ حدیث 2365۔

معاف فرما دیا‘‘۔ 4

رحمت ڈھانپ لے:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سیّدِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کسی شخص کے اَعمال اُسے نجات نہیں دلائیں گے۔ صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اور مَیں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم) اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے، دُرستی کے ساتھ عمل کرتے رہو، میانہ روی اِختیار کرو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کرو، اعتدال کا خیال رکھو، اعتدال کا خیال رکھو، اِس طرح تم منزل پالو گے‘‘۔ 5

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل:

حضرت سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سرورِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’جب بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنے اِسلام کو بہتر بناتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) اُس کے سابقہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے، اور اس (اِسلام قبول کرنے) کے بعد پھر بدلہ شروع ہو جاتا ہے، نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے جبکہ بُرائی کا بدلہ اس کے مثل ہوتا ہے اِلَّا یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق) اس سے درگزر فرمائے‘‘۔ 6

نیکیوں کے اَجر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، سرورِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے نیکیاں اور بُرائیاں لکھی ہیں، جس شخص نے کسی نیکی کا اِرادہ کیا لیکن اُسے کیا نہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) اُسے اپنے پاس اُس کے حق میں ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے، اگر وہ اِس کا اِرادہ کرے اور اُسے کر بھی لے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق) اسے اپنے پاس اُس کے حق میں دس گنا سے سات سو گنا اور اِس سے بھی بڑھا کر لکھ لیتا ہے، اور جو شخص بُرائی کرنے کا اِرادہ کرے لیکن اُسے کرے نہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اپنے پاس اُس کے حق میں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے، لیکن اگر وہ اس (بُرائی) کا اِرادہ کرے اور اسے کر گزرے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسے اس کے حق میں ایک ہی بُرائی لکھتا ہے‘‘۔ 7

حکم سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

حضرت سیّدنا عامر رام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اِس اثنا میں کہ ہم سرورِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اَقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی آیا، اُس پر چادر تھی اور اُس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے اُس نے لپیٹ رکھا تھا، اُس نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) مَیں درختوں کے جھنڈ کے پاس سے گزرا تو مَیں نے اُس میں پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنیں تو مَیں نے اُنہیں پکڑ لیا، اور اُنہیں اپنی چادر میں رکھ لیا، پھر اُن کی ماں آئی اور میرے سر پر چکر لگانے لگی، مَیں نے ان (بچوں) سے پردہ ہٹایا تو وہ بھی اُن پر آ گری، مَیں نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا، اور وہ یہ میرے پاس ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’انہیں رکھو‘‘۔ اُس نے انہیں رکھا تو اُن کی ماں بھی اُن کے ساتھ ہی رہی، تو (سیّدِ کونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’کیا تم بچوں کی ماں کے اپنے بچوں کے ساتھ رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو؟ اُس

4 موطا امام مالک حدیث 51، صحیح بخاری حدیث 7506، صحیح مسلم حدیث 2756، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث 11825، شرح السنۃ للبغوی حدیث 4183، مشکوٰۃ حدیث 2369۔
5 مسند ابوداوٗد حدیث 2441، مسند احمد حدیث 10677، صحیح بخاری حدیث 6098، الادب المفرد حدیث 461، السنن الکبریٰ **للبیھقی** حدیث 4740، شرح السنۃ للبغوی حدیث 4193، مشکوٰۃ حدیث 2371۔ 6 صحیح بخاری حدیث 41، شعب الایمان حدیث 24، مشکوٰۃ حدیث 2373۔ 7 مشکوٰۃ حدیث 2374، مسند احمد حدیث 2827، صحیح بخاری حدیث 6491، صحیح مسلم حدیث 131، شعب الایمان حدیث 333۔

ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ! اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلالہٗ) اپنے بندوں کے ساتھ، بچوں کی ماں کے اپنے بچوں کے ساتھ رحم کرنے سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، اُنہیں وہیں جا کر رکھ آؤ جہاں سے تم نے اِنہیں اُٹھایا تھا''۔ 8

نوٹ! آزادانہ گھومنے والے پرندے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آزاد پیدا فرمایا ہے اُن کو پکڑ کر قید کر کے اُن کی تجارت کرنا ناجائز ہے۔

ماں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم سیّدالکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی قوم کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''کون لوگ ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، ہم مسلمان ہیں، وہاں ایک عورت ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھی، اور اُس کے ساتھ اُس کا بیٹا تھا، جب آگ کی تپش تیز ہوتی تو وہ اُس بچے کو دُور کر لیتی، وہ سیّدالعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' اُس نے عرض کیا، میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہوں، کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں'' پھر اُس نے عرض کیا، کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق) اپنے بندوں پر، ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں'' اُس نے عرض کیا، پھر ماں تو یقیناً اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی، (خاتم المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر جھکا کر رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کی طرف (نورانی) سر (مبارک) اُٹھا کر فرمایا: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم) اپنے بندوں میں سے صرف سرکش لوگوں کو عذاب دے گا اور وہ سرکش بھی اَیسے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) کے خلاف سرکشی کرتے ہیں اور (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہنے سے اِنکار کر دیتے ہیں''۔ 9

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت کس پر؟

حضرت سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کی رضا مندی تلاش کرتا ہے، وہ اِسی کوشش میں لگا رہتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) جبرائیل (علیہ السلام) سے فرماتا ہے: میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، سن لو میری رحمت اُس پر ہے، تو جبرائیل (علیہ السلام) فرماتے ہیں: اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلالہٗ) کی رحمت فلاں شخص پر ہے، پھر حاملین عرش یہی کہتے ہیں اور پھر اُن کے آس پاس والے یہی کہتے ہیں، حتیٰ کہ ساتوں آسمان والے یہی اِعلان کرتے ہیں، پھر اس کی وجہ سے وہ (رحمت) زمین پر اُترتی ہے''۔ 10

8 شعب الایمان للبیہقی حدیث 7130، مشکوٰۃ حدیث 2377۔ 9 سنن ابن ماجہ حدیث 4297، مشکوٰۃ حدیث 2378۔ 10 مسند احمد حدیث 22401، مشکوٰۃ حدیث 2379، مجمع الزوائد حدیث 17539۔

شَرُّ النَّاسِ وَ خَيْرُ النَّاسِ

سب سے بُرے لوگ سب سے اچھے لوگ

(قسط 3)

از قلم: مفتی محمد افتخار الحسن (شیخ الحدیث جامعہ یوسفیہ)

درجات کے لحاظ سے بہترین اور بدترین:

حضرت سیّدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' انہوں نے خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''مَیں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور مَیں تم لوگوں سے ایک بات بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو' (1) کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی' (2) کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اُس پر وہ صبر کرے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ) اُس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے اور (3) اگر کوئی شخص پہننے کے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ) اُس کے لئے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔ (یا اسی کے ہم معنی آپ نے کوئی اور کلمہ فرمایا)' اور تم لوگوں سے ایک اور بات بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: یہ دُنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) نے مال اور علم کی دولت دی' وہ اپنے رب (جلّ وعلاء) سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اُس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ (تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق) کے حقوق کی اَدائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے اَیسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے۔ اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے علم دیا' لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو مَیں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اَجر برابر ملے گا' اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مال و دولت سے نوازا لیکن اِسی علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اِختیار کرتا ہے' اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب (جلّ وعلاء) سے نہیں ڈرتا ہے' نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حق کا خیال رکھتا ہے تو اَیسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے' اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا' وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح مَیں بھی عمل کرتا (یعنی: بُرے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور وزنِ گناہ برابر ہوگا۔ [1]

بحیثیت مسلمان ہونے کے بہترین لوگ:

جب حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (مدینہ منورہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت (اِمام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' مَیں آپ سے اَیسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں' جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ فرمایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لئے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہوگا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ (حبیب کبریاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اَبھی جبرائیل (علیہ السلام) نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام بولے جبرائیل علیہ السلام نے !؟۔ فرمایا: ہاں' عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی مَنۡ

1۔ مسند احمد حدیث 9634۔

كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا' قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہو گی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرلائے گی۔ اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ پا جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ پا جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اُٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ''مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں''۔ (پھر عرض کیا) یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے' اگر اِس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق اُن سے کچھ پوچھیں' انہیں میرے اِسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو (نبی رحمت حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ تمہارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے' ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اِسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ کہنے لگے' اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اِتنے میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہوکر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں''۔ اَب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کردی۔ حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔ 2

منافقت کے لحاظ سے بدترین:

حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ 3 ''آج کل کے منافق (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے کے منافقین سے بدتر ہیں۔ اس وقت کے منافقین منافقت چھپاتے تھے اور آج کل کے منافقین اس کا کھلم کھلا اِظہار کر رہے ہیں''۔

بغیر علم کے جواب دینے کے لحاظ سے بدترین:

ابوعقیل (یحییٰ بن متوکل) سے روایت ہے' فرماتے ہیں: مَیں قاسم بن عبیداللہ (بن عبداللہ بن عمر جن کی والدہ اُمّ عبداللہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں) اور یحییٰ بن سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یحییٰ نے قاسم بن عبیداللہ سے کہا: جناب ابومحمد! آپ جیسی شخصیت کے لئے یہ عیب ہے' بہت بڑی بات ہے کہ آپ سے دین کے کسی معاملے کے بارے میں (کچھ) پوچھا جائے اور آپ کے پاس اِس حوالے سے نہ علم ہو نہ کوئی حل یا (یہ اَلفاظ کہے) نہ علم ہو نہ نکلنے کی کوئی راہ۔ تو قاسم نے اُن سے کہا: کس وجہ سے؟ (یحییٰ نے) کہا: کیونکہ آپ ہدایت کے دو اماموں (خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا) ابوبکر اور (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہما کے فرزند ہیں۔ قاسم اس سے کہنے لگے: جس شخص کو اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے عقل ملی ہو' اس کے نزدیک اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ مَیں علم کے بغیر کچھ کہہ دوں یا اس سے روایت کروں جو ثقہ نہ ہو۔ (یہ سن کر یحییٰ) خاموش ہو گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ 4

بہترین صدقہ کون سا ہے؟

حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے

---

2 صحیح بخاری حدیث 1169۔ 3 مسند ابوداؤد طیالسی حدیث 410' صحیح بخاری حدیث 7113' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 16847۔ 4 صحیح مسلم حدیث 33۔

ہیں کہ ہم (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اَقدس میں تھے کہ اَچانک ایک آدمی آیا' اُس کے پاس انڈے کے برابر سونا تھا' عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) مجھے یہ ایک کان سے ملا ہے آپ اسے لے لیجیے' یہ صدقہ ہے' میرے پاس اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ (سیّد کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے چہرہ مبارک پھیرلیا' تو وہ آپ کی دائیں جانب سے آیا اور پہلے کی طرح عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے دوبارہ چہرہ مبارک پھیرلیا۔ تو وہ آپ کی بائیں جانب سے آیا تو پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ چہرہ مبارک پھیرلیا۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سے آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے وہ سونا لے کر پھینک دیا۔ اگر وہ اسے لگتا تو اس سے اس کو چوٹ لگتی بلکہ وہ اسے زخمی کر دیتا۔ تب (سرورِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنا سب مال لے کر آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے۔ پھر لوگوں سے مانگنے بیٹھ جاتا ہے۔ بہترین صدقہ وہی ہے جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دیا جائے''۔ 5

مانگنے سے بچنے کے لحاظ سے بہترین:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ حج کو آتے مگر زادِ راہ ساتھ نہ لاتے تھے۔ حضرت سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل یمن یا کچھ اہل یمن حج کے لئے آتے مگر زادراہ ساتھ نہ لاتے۔ اور کہتے کہ ہم متوکل (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے) لوگ ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ''زادِراہ (یعنی اَخراجات سفر) ساتھ لے کر چلو اِس لئے کہ بہترین توشہ تقویٰ (سوال سے بچنا) ہے''۔ 6

بہترین نکاح:

حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرورِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ''کیا تم راضی ہو کہ فلاں عورت سے تمہاری شادی کر دوں؟'' اُس نے عرض کیا' جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت سے پوچھا: ''کیا تو راضی ہے کہ فلاں مرد سے تیری شادی کر دوں؟'' تو اُس نے عرض کیا' جی ہاں! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دونوں کی شادی کر دی۔ اور پھر اُس مرد نے اِس سے صحبت کی مگر حق مہر مقرر نہ کیا اور نہ اُسے کچھ دیا۔ اور یہ اُن لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے اور شرکائے حدیبیہ کو خیبر میں حصہ ملا تھا۔ جب اُس کی وفات کا وقت آیا تو اُس نے کہا کہ (سرورِ کون ومکاں حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں عورت سے میری شادی کر دی تھی مگر مَیں نے اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اُسے کچھ دیا تھا' اور مَیں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں اسے مہر میں اپنا خیبر کا حصہ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس عورت نے وہ حصہ لیا اور پھر اسے ایک لاکھ (درہم یا دینار) میں فروخت کر دیا۔ (سرورِ کونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین نکاح وہی ہے جو زیادہ آسانی والا ہو' یعنی دونوں پر بوجھ کم ہو یا مہر کم ہو۔ 7

بہترین لشکر:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ 8 ''بہترین رفقاء (یعنی ساتھی) وہ ہیں جو چار کی تعداد میں ہوں اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو شہسوار ہوں اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی

5 ابوداؤد حدیث 1673۔ 6 سنن ابوداؤد حدیث 1730' صحیح بخاری حدیث 1523' السنن الکبریٰ للنسائی حدیث 8790۔ 7 ابوداؤد حدیث 2117۔ 8 المسند المصنف المعلل جلد 13 ص 348۔

تعداد میں ہو اور بارہ ہزار قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے''۔

قریب الموت کے پاس خیر کہو:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی قریب الموت آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات بولو۔ بلاشبہ تم جو کچھ بولتے ہو اُس پر فرشتے آمین کہتے ہیں''۔ جب حضرت سیّدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مَیں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَاَعْقِبْنَا عُقْبٰى صَالِحَةً ''اے اللہ (جَلَّ جَلالُکَ!) اِس کی بخشش فرما۔ اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما''۔ کہتی ہیں: پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) نے مجھے اس (حضرت سیّدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کے بدلے میں (خاتم المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرما دیئے۔ 9

بہترین کفن اور بہترین قربانی:

حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ وَخَيْرُ الْأُضْحِيَّةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ 10 ''بہترین کفن حُلّہ ہے (دو چادریں) اور بہترین قربانی مینڈھا ہے جو سینگوں والا ہو''۔

چاولوں کے ٹوپے کے لحاظ سے بہترین لوگ:

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے (قائد المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: تم میں سے جو کوئی چاولوں کے ٹوپے والے کی مانند بن سکتا ہو تو بن جائے۔ صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) یہ چاولوں کے ٹوپے والا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار والوں کی حدیث بیان کی جب کہ اُن پر ایک چٹان آ پڑی تھی۔ تو اُن میں سے ہر ایک نے کہا تھا کہ اپنا بہترین عمل بیان کرو۔ چنانچہ تیسرے آدمی نے کہا: ''اے اللہ (جَلَّ جَلالُکَ!) تو بخوبی جانتا ہے کہ مَیں ایک مزدور لایا اور اُس کے ساتھ چاولوں کا ایک ٹوپہ مزدوری طے کی۔ جب شام ہوئی تو مَیں نے اُسے اُس کا حق پیش کیا' مگر اُس نے لینے سے اِنکار کر دیا اور وہ چلا گیا۔ تو پھر مَیں نے اُنہیں کاشت کر دیا حتیٰ کہ اُس کے لئے گائیں اور چرواہے اکٹھے کر لئے۔ پھر وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا حق مجھے دے دو۔ تو مَیں نے کہا: جاؤ یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں ہانک لے گیا''۔ 11

بہترین سرمہ:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ 12 ''کپڑے سفید پہنا کرو' یہ تمہارے سب لباسوں میں بہتر لباس ہے۔ اسی میں اپنے فوت شدہ کو کفن دیا کرو اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے جو بینائی کو تیز کرتا اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے''۔

بہترین مال:

حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

9 سنن ابوداؤد حدیث 3115' صحیح ابن حبان حدیث 1748' السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث 6601۔ 10 سنن ابن ماجہ حدیث 3130' سنن ابوداؤد حدیث 3156' مسند بزار حدیث 2711' مشکوٰۃ حدیث 1641۔ 11 صحیح بخاری حدیث 5974' صحیح مسلم حدیث 6949۔ 12 مصنف عبدالرزاق حدیث 6392' مسند احمد حدیث 2219' سنن ابوداؤد حدیث 3878۔

وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ [13] ”عنقریب ایسے ہوگا کہ مسلمان کا بہترین مال اُس کی بکریاں ہوں گی جن کا پیچھا کرتے ہوئے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں پھرتا رہے گا، اپنے دین کی حفاظت میں فتنوں سے بھاگنا چاہتا ہوگا“۔

لادینیت کے لحاظ سے بدترین:

حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ (خارجی) آسمان کے نیچے قتل ہونے والے بدترین افراد ہیں اور جنہیں یہ لوگ قتل کردیں وہ بہترین مقتول (شہید) ہیں۔ یہ جہنمی کتے ہیں، یہ مسلمان تھے، پھر کافر ہوگئے۔ مَیں نے کہا: ابو اُمامہ! کیا یہ آپ کی (اپنی) رائے ہے؟ انہوں نے کہا نہیں: بلکہ مَیں نے (حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ [14]

بہترین چیزیں:

حضرت سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ وَصَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ [15] ”اِنسان (مرنے کے بعد) اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑ کر جاتا ہے اُن میں سے بہترین چیزیں تین ہیں: نیک اولاد جو اُس کے حق میں دُعا کرے، صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے اور وہ علم جس پر اُس کے بعد عمل ہوتا رہے“۔

بہترین عمل:

حضرت سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سراج السالکین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةَ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ [16] ”سیدھی راہ پر قائم رہو اور تم (کماحقہٗ) قائم نہیں رہ سکو گے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے“۔

روزے دار کا بہترین عمل:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ [17] ”روزے دار کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل مسواک کرنا بھی ہے“۔

بہترین دوا (Medicine):

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیّدالانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ [18] ”بہترین دوا قرآن ہے“۔

بہترین اور بدترین گھر:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ [19] ”مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اُس سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اُس سے بُرا سلوک کیا جائے“۔

---

[13] موطا امام مالک حدیث 16، مسند احمد حدیث 11253، سنن ابوداوٗد حدیث 4267، الجامع الصغیر للسیوطی حدیث 14147۔ [14] سنن ترمذی حدیث 3000، سنن ابن ماجہ حدیث 176، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث 8036، مستدرک حاکم حدیث 2654۔ [15] سنن ابن ماجہ حدیث 241، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث 10863، صحیح ابن حبان حدیث 838۔ [16] الزہد والرقائق لابن مبارک حدیث 1040، مسند احمد حدیث 22378، سنن دارمی حدیث 681، سنن ابن ماجہ حدیث 277، مسند بزار حدیث 2367، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث 14925۔ [17] سنن ابن ماجہ حدیث 1677، سنن دارِقطنی حدیث 371۔ [18] سنن ابن ماجہ حدیث 3501، الجامع الصغیر حدیث 6630، کنز العمال حدیث 28103۔ [19] الزہد والرقائق لابن مبارک حدیث 654، سنن ابن ماجہ حدیث 3679، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث 13434، مشکوٰۃ حدیث 4973، کنز العمال حدیث 5994۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ: ۳)

(اور متقی وہ ہیں کہ) ہم نے انہیں جو دیا ہے اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں

دین اسلام سے پیار

بفیضانِ نظر

منیر احمد یوسفی

بفضلہ تعالیٰ عطیات' صدقات' زکوٰۃ' کے صحیح استعمال کے لئے با اِعتماد اور فعال ادارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی پنجاب انجمن اشاعت دین اسلام پنجاب

24 سال سے پنجاب بھر میں دن رات فلاحی کاموں' مدارس و مساجد کی تعمیر و ترقی' نگینہ ہسپتال کے ذریعے غریب و نادار مریضوں کے علاج معالجے اور مدارس کے ہاسٹلز میں داخل طلباء و طالبات کی خوراک و تعلیم و تربیت' اصلاح مسلم' دعوت دین کا فریضہ' ایمبولینس سروس' سیلاب متاثرین اور ہر قسم کے ہنگامی حالات میں امدادی کاموں میں پیش پیش ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ترقی کی راہ پر گامزن ہے

منصوبہ جات وخدمات

- مساجد و مدارس
- جامعات و سکول
- فری میڈیکل کیمپ
- فری آئی کیمپ (ششماہی)
- دعوت و تبلیغ
- اشاعت کتب و رسائل
- اجتماعی قربانی پروگرام
- افطار و سحر و اجتماعی اعتکاف
- ایمبولینس سروس
- ہنگامی امداد (سیلاب' قدرتی آفات)
- اجتماع اور محافل کا انعقاد
- غرباء و مساکین کی امداد
- دار الافتاء

پروجیکٹ	تعداد	ماہانہ خرچ تقریباً
مساجد	10	دس لاکھ روپے
جامعات (اقامت و ہوسٹل)	16	بیس لاکھ روپے
ایمبولینس سروس	2	پچاس ہزار روپے فی کس
نگینہ ہسپتال	1	تین لاکھ روپے
فری آئی و میڈیکل کیمپوں کا قیام	ششماہی	پانچ لاکھ روپے
افطار و سحر	فی کس	تین ہزار روپے
دعوت و تبلیغ	کتب	ساٹھ ہزار روپے
نگینہ دار ارقم سکول	1	تین لاکھ روپے
غرباء و مساکین کی امداد	عطیات و صدقات	پچاس ہزار روپے
طالب علم (کھانا ہاسٹل)	فی کس	چار ہزار روپے

خدمت انسانیت' رضائے الٰہی اور بہترین صدقہ جاریہ کے لئے اپنے

عطیات' صدقات
زکوٰۃ اور فطرانہ

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب
و انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کو دیجئے

خادم دین اسلام
خلیل احمد یوسفی
0321-8888693

بشیر احمد یوسفی
0313-3333777

Easy Paisa
اور
Jazz Cash
اکاؤنٹ نمبر
+92320 6000070
+92300 4274936

یو بی ایل بینک اکاؤنٹ ٹائٹل نگینہ سوشل سوسائٹی 051601031842 برانچ چڑہ منڈی کاچھو پورہ لاہور

یو بی ایل بینک اکاؤنٹ ٹائٹل انجمن اشاعت دین اسلام 050901014603 برانچ شادباغ لاہور

بیرون ملک سے آن لائن عطیات بھیجنے والے احباب سٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک کے
IBAN:PK50SCBL 0000001710198101 اس اکاؤنٹ نمبر پر عطیات بھیجیں

ہیڈ آفس جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
0313-3333777,0300-4274936

قرآن وسنت کی روشنی میں

تصوّف کا مفہوم

از قلم: مفتی محمد آصف یوسفی (اُستاذ الحدیث جامعہ یوسفیہ لاہور)

سوال: تصوّف کیا ہے اسکا قرآن مجید اور حدیث شریف سے کیا ثبوت ہے کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی صوفیاء کرام تھے اگر تھے تو حدیث پاک کے حوالہ سے بتادیں۔

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم اجعل لی النور والصواب

عِلمِ تصوّف کا اصل ماخذ قرآن مجید' پھر سنت مبارکہ اور اَحادیثِ طیبات ہیں جن کا ذکر اسی مسئلہ کے جواب میں اپنی جگہ پر کیا جائے گا۔

حدیث پاک کی کتابوں میں ایک حدیث' حدیثِ جبرائیل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے' اس میں ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام اِنسانی شکل میں خاتم النبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کئے' اُن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ: اِحسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں اِرشاد مبارک فرمایا کہ ''اِحسان یہ ہے کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اِس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ رہے ہو' اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ نہیں رہے (یعنی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی) تو کم ازکم یہ یقین کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔ 1

بندہ کے دل میں اُسی احسان کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیاء کی زبان میں دوسرا نام ''تصوّف'' یا ''سلوک'' ہے۔ ''تصوّف'' در اصل بندہ کے دِل میں یقین اور اِخلاص پیدا کرتا ہے۔ ''تصوّف'' مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں' بلکہ مذہب کی رُوح ہے۔ جس طرح جسم رُوح کے بغیر مردہ لاش ہے' اِسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت بغیر اِخلاص کے بے قدر و قیمت ہے۔ ''تصوّف'' بندہ کے دِل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کی محبت پیدا کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت بندہ کو اُبھارتی ہے کہ وہ خَلقِ خدا کے ساتھ محبت کرے' کیونکہ صوفی کی نظر میں خلقِ خدا' اللہ تبارک وتعالیٰ کی عیال ہے اور کسی کے عیال کے ساتھ بھلائی عیال دار کے ساتھ بھلائی شمار ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کی محبت بندہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی سے روکتی ہے اور بندگانِ خدا کی محبت بندہ کو اُن کے حقوق غصب کرنے سے روکتی ہے' اس لئے صوفیاء حضرات کی زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح اَدا کرتے ہوئے گزرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو چیز اِنسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانبردار بنائے اور اُس کے بندوں کا خیرخواہ بنائے' اُس کی اَہمیت سے اِنکار نہیں کیا جاسکتا۔

محترم سائل کے جواب میں عرض یہ ہے کہ صرف تصوّف ہی نہیں بلکہ شریعت اور طریقت کو سمجھنا بھی ضروری ہے تاکہ اصل مسئلہ کی سمجھ دُرست آسکے۔

شریعت کیا ہے؟

حضرت میر سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: هِيَ الْاِئْتِمَارُ بِالْتِزَامِ الْعُبُوْدِيَّةِ اپنے آپ کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا (عاجز) بندہ جان کر (اُس کا) حکم ماننا شریعت ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے اَلشَّرِيْعَةُ هِيَ الطَّرِيْقُ فِي الدِّيْنِ ''شریعت دین کا ایک راستہ ہے''۔ 2

طریقت کیا ہے؟

اور طریقت هِيَ السِّيْرَةُ الْمُخْتَصَّةُ بِالسَّالِكِيْنَ اِلَى اللهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْعِ الْمَنَازِلِ وَالتَّرَقِّيْ فِي الْمَقَامَاتِ ''کئی منازل طے کرکے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا حاصل کرنے کا اور مقامات میں ترقی کا خاص راستہ ہے''۔ طریقت اور شریعت دو الگ الگ چیزیں نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ **ولایت کا بیان** عقیدہ نمبر (2) میں لکھتے ہیں کہ طریقت

---

1 البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع طبع دوم: 1999ء، ص 12 حدیث 50۔ 2 کتاب التعریفات ص 47-55۔

شریعت کے منافی نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصّہ ہے بعض جاہل متصوّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور' محض گمراہی ہے۔ 3

اِمام اہلسنّت مجدّد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ اِمام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت میں باہم اصلاً کوئی اِختلاف نہیں۔ اِس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ' بے دِین ہے۔ شریعت' سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے اَقوال ہیں اور طریقت' آپ ﷺ کے اَفعال اور حقیقت' آپ ﷺ کے اَحوال اور معرفت' آپ ﷺ کے علوم بے مثال۔ 4

تصوف کی تحقیق:

تصوّف کا لفظ کہاں سے بنا یعنی اِس کی اَصل کیا ہے اِس بارے چنداَقوال ہیں:

پہلاقول:

تصوّف کا لفظ ''صُوف'' سے بنا ہے جس کا معنی ہے ''اُون'' تو پھر صوفیاء کو صوفیاء اِس لئے کہا جاتا کہ وہ قیمتی لباس سے بچتے ہوئے اور عاجزی وزُہد وتقویٰ کی خاطر اُون کا لباس پہنتے تھے۔ اِس لئے اُن کو صوفیاء کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اِس قول کو علامہ ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون ص 522 پر نقل کیا ہے۔

دوسراقول:

علامہ محمد حسین زہبی نے التفسیر والمفسرین باب نمبر 3 فصل نمبر 5 تفسیر صوفیاء میں نقل کیا کہ تصوّف صفا سے نکلا ہے اِس کا معنی ہے پاکیزگی اور صفائی کیونکہ صوفیاء کرام مرید کے دِل کو باطنی بیماریوں سے پاک کرتے ہیں اور پھر اُن کے اپنے دِل بھی باطنی بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں اِس لئے اُن کو صوفیاء کہا جاتا ہے۔

اور **الفقر فخری** میں یہ ہی قول حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تصوّف صفا سے بنا ہے۔ 5

تیسراقول:

تصوّف صُفَّہ سے نکلا ہے۔ اَصحابِ صُفہ کی طرف نسبت کر کے فقراءِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مگر زہد وتقویٰ' اِیمان اور عشق رسول ﷺ میں ساری اُمّت کے سلطان) کی ایک جماعت جن کی تعداد ستر (70) تک چلی جایا کرتی تھی' وہ اِس صفہ (چبوترہ) پر بیٹھ کر علم مصطفی کریم ﷺ کے نورانی پیالوں سے اپنے دِل کی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ تو صوفیاء کرام اَصحابِ صفہ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اِس لئے اِن کو صوفیاء کہا جاتا ہے۔ 6

علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ تَرْكُ الْاِخْتِيَارِ ''اِختیار چھوڑ دینا تصوّف ہے''۔ اور فرماتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ الْوُقُوْفُ مَعَ الْاٰدَابِ الشَّرْعِيَّةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا یعنی کہ آداب شرعیہ پر ظاہراً اور باطناً عمل کرنا اور فرمایا ایک تعریف یہ بھی ہے کہ نفسانی خواہشات کی مخالفت کر کے روحانی منازل طے کرنا تصوّف ہے۔ 7

علامہ محمد حسین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دِل اور روح سے خفیہ اَنداز میں گفتگو کرنا تصوّف ہے۔ اپنے دِل اور روح سے اَیسی گفتگو طہارت اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے اور اِس پر صحیح دِل جمعی سے عمل کر کے اِنسان ملائکہ میں شمار ہونے لگتا ہے۔ (بلکہ ملائکہ بھی اِس اِنسان (اعلیٰ ہستی) کی شان پر رشک کرتے ہیں)۔ 8

حقیقت یہ ہے کہ تصوّف ایک اَیسا علم باطنی ہے جس کی حقیقت لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہ بہاروں سے بھرا ایک گلستان ہے جو اِس گلستان میں داخل ہوگا وہی اِس کی بہاروں سے فیض پا کر اِس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ ہاں لیکن اِتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ شریعت پر پابندی کرتے ہوئے شریعت کی اَصل

---

3 بہار شریعت حصہ اوّل۔ 4 فتاویٰ رضویہ جلد 21 ص 460۔ 5 الفقر فخری ص 68۔ 6 مقدمہ ابن خلدون ص 522' تفسیر والمفسرین جلد 2 ص 230۔
7 التعریفات لفظ تصوّف۔ 8 تفسیر والمفسرین جلد 2 ص 321۔

بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے روحانی ترقی کرنا کہ اِس سے اِنسان کا باطن نورِ الٰہی سے منور ہوجائے اِسے تصوّف کہا جاتا ہے۔

مورخ کامل مصطفی بن عبداللہ المشہور حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں: کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت پر عمل کے ساتھ ساتھ مال و متاع سے نفرت کرتے' نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتے' راتوں کو قیام کرتے اور دِن کو روزہ رکھتے اور بعض روحانی تربیت کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیتے اور وہ زہد و تقویٰ (تصوّف) کے اِمام تھے۔لیکن اُن کو صوفیاء نہ کہا گیا۔(اس سے معلوم ہوا کہ تصوّف پہلی صدی ہجری یعنی آغازِ اسلام سے ہی چلا آرہا ہے لیکن پہلی صدی ہجری میں کسی کو صوفی نہ کہا گیا) بلکہ دوسری صدی ہجری میں وَ اَوَّلُ مَنۡ سُمِّیَ بِالصُّوۡفِی اَبُوۡ هَاشِمِ اَلصُّوۡفِی ''سب سے پہلے ابوہاشم الصوفی کو صوفی کا لقب دیا گیا''۔ 9

حضرت سیّدنا اِمام حافظ ابو نُعیم احمد بن عبداللہ اَصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جہاں تک تصوّف کا تعلّق ہے تو محققین و مدققین فرماتے ہیں کہ ''تصوّف ''صَفَاءٌ'' اور ''وَفَاءٌ'' سے مشتق ہے اور لغوی حقائق کے اِعتبار سے چار چیزوں میں سے کسی ایک سے مُشتَق ہے (1) تصوّف ''صُوۡفَانَةٌ'' سے مُشتَق ہے جس کے معنی سبزی اور گرد و غبار کے ہیں یا (2) ''صُوۡفَةٌ'' سے مُشتَق ہے۔ پہلے زمانے میں ''صوفۃ'' نامی ایک قبیلہ تھا جو حاجیوں کی دیکھ بھال کرتا اور کَعۡبَةُ اللهِ زَادَهَا اللهُ تَعۡظِيۡمًا وَّ تَكۡرِيۡمًا کی خدمات سر انجام دیتا تھا۔ یا (3) یہ ''صُوۡفَةُ الۡقَفَا'' سے مُشتَق ہے۔ جس کا معنی گدی پر اُگنے والے بال ہیں۔ یا پھر (4) تصوّف ''صُوۡفٌ'' سے بنا ہے جس کے معنی بھیڑ کی اُون کے ہیں۔ 10

تصوّف کے پہلے معنی کی تحقیق:

اگر تصوّف کو ''صُوۡفَانَةٌ'' سے ماخوذ مانا جائے جس کے معنی سبزی کے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ لوگوں کا اس چیز (یعنی سبزی وغیرہ) پر اکتفا کرنا کہ جسے ایک ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور جس میں دوسری مخلوق کو تکلیف دیئے بغیر اپنی ضرورت پوری کر لی جاتی ہے۔ پس اُنہوں نے اس سبزی پر جو لوگوں کے کھانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اس طرح قناعت کی جس طرح پاکیزہ و پارسا لوگ قناعت کرتے ہیں اور جس طرح تمام مہاجرین نے اپنے ابتدائی احوال میں قناعت اِختیار کی۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے۔

حضرت سیّدنا قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اہلِ عرب میں سب سے پہلے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا وہ میں ہوں اور بلاشبہ ہم (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کیا کرتے تھے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ ہمارے پاس اَنگور اور بیری کے پتوں کے سوا کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ پتے کھا کھا کر ہماری باچھیں زخمی ہوجاتیں اور ہم اس طرح اپنی حاجت پوری کرتے جس طرح بکری مینگنیاں کرتی ہے''۔ 11

تصوّف کے دوسرے معنی کی تحقیق:

اور اگر تصوّف کو ''صُوۡفَةٌ'' سے مُشتَق مانا جائے جو کہ (حاجیوں اور حرم شریف کی خدمت پر مامور ایک) قبیلہ ہے تو اس صورت میں ''صوفی'' سے مراد وہ ہوگا جو دُنیا کے رنج و غم سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے مال سے فائدہ اُٹھا کر اسے اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ دُنیا میں رہتے ہوئے ہدایت پر ہونے کی وجہ سے ہلاکتوں سے محفوظ رہتا' نیکیوں میں کوشش کرتا' اپنی زندگی کے لمحات کو غنیمت جان کر اس میں اپنی آخرت کے لئے اچھے اَعمال کا زادِ راہ اکٹھا کر لیتا اور اپنے اَوقات کی حفاظت کرتا

9 کشف الظنون جلد 1 ص 150 ' تفسیر صوفیاء ص 527 ' تفسیر والمفسرین جلد 2 ص 231۔ 10 حِلۡيَةُ الۡاَوۡلِيَآءِ وَطَبَقَاتُ الۡاَصۡفِيَآءِ جلد 1 ص 66۔ 11 صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ للکافر، الحدیث: 7433/7435 ص 1192' صحیح البخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش......الخ الحدیث: 6453 ص 542۔

ہے اور یوں وہ برگزیدہ لوگوں کے راستے پر چل کر موت کی سختیوں اور ہلاکتوں سے نجات پالیتا ہے۔ چنانچہ

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنک!) جب لوگ نیکی کے دروازوں کے ذریعے اپنے خالق جلّ شانہٗ کا قرب حاصل کریں تو تُم عقل کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرو کہ اس طرح تم لوگوں سے دَرَجات میں بڑھ جاؤ گے اور یہ دُنیا میں لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ اور آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب کا باعث ہے''۔ 12

حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں شافع یوم النشور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھا۔ مَیں نے اِستفسار کیا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد مقدّس فرمایا: ''اس میں ہر قسم کی مثالیں تھیں ان میں یہ بھی تھا کہ عمل کرنے والا جب تک عقل کے معاملے میں مغلوب نہ ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اَوقات کو اِس طرح تقسیم کرے کہ ایک وقت میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے مُناجات کرے، ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے، ایک وقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرے اور ایک وقت میں اپنے کھانے پینے کی حاجات کو پورا کرے''۔ 13

تصوُّف کے تیسرے معنیٰ کی تحقیق:

اگر تصوُّف ''صُوْفَةُ الْقَفَا'' (جس کا معنیٰ گدی کے بال ہے) سے مُشتَق ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ صوفی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا اور مخلوق سے منہ موڑ لیتا ہے نیز وہ مخلوق سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتا ہے اور نہ ہی حق سے پھرنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد مقدّس فرمایا: ''جب آگ کے دِن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے پاس لایا گیا تو آپ (علیہ السلام) نے آگ کی طرف دیکھ کر ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ'' پڑھا۔ یعنی ہمیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کافی ہے اور وہ کتنا اَچھا کارساز ہے۔ 14

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد عظیم فرمایا: ''جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ (علیہ السلام) نے ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' پڑھا یعنی مجھے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کافی ہے اور وہ کتنا اَچھا کارساز ہے۔ 15

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ (علیہ السلام) نے کہا: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ وَاحِدٌ فِي السَّمَآءِ وَاَنَا فِي الْاَرْضِ وَاحِدٌ اَعْبُدُكَ'' یعنی اے اللہ (تبارک وتعالیٰ)! تیری آسمان پر حکومت ہے اور مَیں زمین میں اَکیلا تیری عبادت کرنے والا ہوں''۔ 16

حضرت سیّدنا نَوف بِکالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: ''اے میرے رب (جَلَّ جلالُک!) زمین میں میرے سوا کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے 3 ہزار فرشتے اُتارے اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے 3 دِن تک اُن فرشتوں کی امامت فرمائی''۔ 17

حضرت سیّدنا بکر بن عبداللہ مُزَنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب

12 الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک......الخ الحدیث: 256 ج 1 ص 286۔ 13 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان الحدیث: 362 ج 1 ص 288۔ 14 معجم شیوخ ابی بکر الِاسماعیلی، باب العین، الحدیث: 327 ج 1 ص 495۔ 15 تاریخ بغداد حدیث 4728 سہل بن سورین المدائنی ج 9 ص 119۔ 16 تاریخ بغداد حدیث 5485 جلد 10 ص 344۔ 17 الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابراھیم الخلیل، الحدیث: 416، ص 114۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو ساری مخلوق نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں اِلتجاء کی: ''یا اللہ تبارک وتعالیٰ! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جارہا ہے ہمیں آگ بجھانے کی اِجازت عطا فرما!'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِرشاد مقدس فرمایا: ''وہ میرا خلیل ہے اور اِس وقت زمین میں اُس کے سوا میرا کوئی خلیل نہیں۔ میں اُس کا رب (جل جلالہ) ہوں اور میرے سوا اُس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تم سے مدد چاہتے ہیں تو تم اُس کی مدد کرو وَرنہ اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دو''۔ پھر بارش پر مقرر فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میرے رب (جل جلالہ)! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جارہا ہے مجھے اجازت عطا فرما کہ میں بارش کے ذریعے آگ کو بجھا دوں!'' اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے ارشاد فرمایا: ''وہ میرا خلیل ہے اور اِس وقت زمین میں اُس کے سوا میرا کوئی خلیل نہیں اور مَیں اُس کا رب (جل جلالہ) ہوں اور میرے سوا اُس کا کوئی رب نہیں اگر وہ تجھ سے مدد چاہتے ہیں تو اُس کی مدد کرو وَرنہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ چنانچہ جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو آپ علیہ السلام نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آگ کو حکم اِرشاد فرمایا: يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (الانبیاء:69) ''اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر''۔

تو اس دِن مشرق ومغرب کے تمام لوگوں پر آگ ٹھنڈی ہوگئی اور اس سے بکری کا ایک پایہ بھی نہ پک سکا''۔ 18

حضرت سیّدنا مقاتل وسعید رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے لایا گیا تو رَسی سے باندھ کر مِنْجَنِیْق میں ڈالا گیا تو آسمان' زمین' پہاڑ' سورج' چاند' عرش' کرسی' بادل' ہوا اور فرشتے رَو دیئے اور سب نے مل کر عرض کی: یا اللہ (جل جلالہ)! تیرے بندۂ خاص کو آگ میں ڈالا جارہا ہے ہمیں اُس کی مدد کرنے کی اِجازت عطا فرما۔ آگ نے روتے ہوئے عرض کی: ''اے رب (جَلَّ جلالہٗ!) تو نے مجھے بنی آدم کے لئے مسخر کیا اور تیرا بندۂ خاص میرے ذریعے جلایا جا رہا ہے''۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ان سب سے اِرشادِ پاک فرمایا: ''میرے بندے نے میری عبادت کی اور میری ہی وجہ سے اُسے تکلیف دی جارہی ہے اگر وہ مجھ سے دُعا کرے تو میں اُس کی دُعا قبول کروں گا اور اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اُس کی مدد کرسکتے ہو''۔

جب حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی طرف پھینکا گیا تو منجنیق اور آگ کے درمیان حضرت سیّدُنا جبریل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: ''اے ابراہیم علیہ السلام! آپ پر سلام ہو مَیں (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) ہوں' کیا آپ علیہ السلام کو کوئی حاجت ہے؟'' حضرت سیّدنا اِبراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا: ''ہے' مگر تم سے نہیں۔ مجھے تو اپنے رب (جل جلالہ) کی طرف حاجت ہے''۔ پھر جب حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو آپ علیہ السلام آگ تک پہنچیں اس سے پہلے ہی حضرت سیّدنا اِسرافیل علیہ السلام پہنچ گئے اور آگ کو رَسیوں پر مسلط کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے آگ کو حکم دیا: يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (الانبیاء:69) ''اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر''۔

حکمِ خداوندی پاتے ہی وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ اگر اس کے ساتھ ''وَسَلٰمًا'' لفظ نہ فرمایا جاتا تو سخت سردی کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے اَعضائے مبارکہ سُکڑ جاتے''۔ 19

حضرت سیّدنا مِنہال بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ علیہ السلام اس آگ میں رہے اور میں یہ نہیں جانتا کہ 40 دِن رہے یا 50 دِن' البتہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب میں آگ میں تھا (تو اس میں اتنے اچھے دِن گزرے کہ) مجھے زندگی میں

18 الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابراھیم الخلیل، الحدیث: 417، ص 115۔ 19 تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، ابراھیم، ج 6، ص 182۔

ان سے بڑھ کر اچھے دِن رات میسر نہیں آئے میں چاہتا تھا کہ میری ساری زندگی اسی آگ میں گزر جائے''۔ 20

تصوّف کے چوتھے معنیٰ کی تحقیق:

اگر تَصَوُّف کو معروف لفظ ''صُوفٌ'' جس کا معنیٰ اُون ہے، سے مشتق مانا جائے تو پھر صوفیہ کو صوفی کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ اُون کا لباس پہنتے ہیں کیونکہ اس کو بنانے میں اِنسان کو کوئی مشقت نہیں ہوتی اور سرکش نفس اُون کا لباس پہننے سے فرمانبردار ہو جاتا ہے اور ذلت و رُسوائی کا سامنا ہونے سے اُس کا غرور و تکبر ٹوٹ جاتا ہے اور اِنسان قناعت کا عادی بن جاتا ہے''۔

تصوُّف کے 10 معانی:

حضرت سیّدنا اَزدیار بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ''حضرت سیّدنا جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تصوُّف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تصوُّف ایک ایسا نام ہے جو 10 معانی پر مشتمل ہے: (1) دُنیا کی ہر شے میں کثرت کی بجائے قلت پر اِکتفا کرنا۔ (2) اَسباب پر بھروسا کرنے کی بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ پر دِل سے اِعتماد رکھنا۔ (3) صحت و تندرستی میں نفلی عبادات میں رغبت رکھنا۔ (4) دُنیا چھوٹ جانے پر بھیک مانگنے اور شکوہ و شکایت کرنے کے بجائے صبر کرنا۔ (5) کسی چیز کے پائے جانے کے باوجود اِستعمال کے وقت تمیز رکھنا۔

(6) ساری مشغولیات ترک کر کے ذکر اللہ میں مشغول رہنا۔ (7) تمام اَذکار کے مقابلے میں ذکرِ خفی کرنا۔ (8) وساوس کے باوجود اِخلاص پر ثابت قدم رہنا۔ (9) شک کے باوجود یقین کو متزلزل نہ ہونے دینا۔ (10) اِضطراب و وحشت کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر سکون حاصل کرنا۔ پس جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں وہ صوفی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ جھوٹا ہے''۔ 21

(جاری ہے)

20 المرجع السابق ص 191۔ 21 حِلیَۃُ الْاَوْلِیَآءِ وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَآءِ جلد 1 ص 73۔

معمولاتِ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ازقلم: مفتی سیّد عبدالرؤف شاہ (شیخ الحدیث جامعہ یوسفیہ)

زندہ اَقوام ہمیشہ اپنے اَسلاف کے کارنامے اور طُرُق یاد رکھتی ہیں اور آنے والی نسلوں کو اُن کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرتی ہیں۔ تاکہ اِن بزرگ شخصیات کے معمولات اور تعلیمات سے نئی نسل استفادہ کرے اور انہی تعلیمات کے ذریعے زندگی کی راہیں متعین کرکے بدامنی اور افتراق سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ اِس جدت پسندی اور ماڈرن دَور کے یورپ پر بھی اگر آپ نظر دوڑائیں گے تو آپ کو یہ مسلمہ حقیقت دکھائی دے گی کہ انہوں نے اپنے آباء کے ورثہ کو کیسے سنبھالا لیکن دوسری طرف انگریز نے جبہ و دستار میں ملبوس اپنے کچھ اَیسے کارندے بھی تیار کئے جو بزرگانِ دین کا نام سنتے ہی بِدکتے ہیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے امت مسلمہ کو اپنے اَکابرین سے دُور کرنے کی مذموم سعی میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ یہ عمل اِنتہائی راز داری اور دین کے لبادے میں سرانجام دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے سادہ لوح عوام لاشعوری طور پر اِس رام فریب میں آجاتے ہیں اِس بات میں کس کو شک ہوسکتا ہے کہ مسلمان کے لئے قرآن وسنت ہی حجت ہیں اور اسے اپنے نظام حیات میں انہیں سے راہنمائی لینی چاہئے مگر یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اگر دین وشریعت کی بلند و بالا عمارت سے اِمام اعظم ابوحنیفہ اِمام مالک، اِمام شافعی، اِمام احمد بن حنبل، اِمام بخاری، اِمام مسلم، اِمام ترمذی، قاضی عیاض، حضرت حسن بصری، حضرت جنید بغدادی، حضرت داتا گنج بخش، حضرت سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور اِمام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہم جیسے اَساطین کو نکال دیا جائے جن کے واسطے سے دینِ اِسلام ہم تک پہنچا ہے تو اُمّتِ مسلمہ کے پاس کیا بچے گا۔

اِسلامی عقائد، احکام، معاملات اور عبادات کے مکمل فہم کے لئے ہمیں اپنے چودہ سو سالہ تہذیبی ورثے اور تعامل کو سامنے رکھنا ہوگا۔ قرونِ اُولیٰ سے لے کر موجودہ دَور تک جن نفوسِ قدسیہ نے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کے ذریعے پرچم اِسلام کو بلند رکھا اُن کی خدمات سے صرفِ نظر کرکے اور دوراَز کار تاویلات کا سہارا لے کر دین اِسلام میں نقب زنی کرنے کی اِجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ نام نہاد لبرل ازم کے دعویدار اسے تنگ نظری اور شخصیت پرستی کا نام دیتے ہیں۔ مگر جب اُنہیں یہ باور کرایا جائے کہ آپ کے یہ خیالات بھی کسی شخصیت کی پیروی کا نتیجہ ہیں تو بغلے جھانکنے لگتے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین قطب الاقطاب شیخ الاسلام والمسلمین محبوب رب العالمین حجۃ اللہ علی العلمین سید محی الدین ابومحمد عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی اپنے دَور کی نابغۂ روزگار شخصیت ہیں، خدمت دین کے حوالے سے آپ کا مقام بہت بلند ہے اور آپ کے معمولات اور گفتار وکردار سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ دار ہیں بلکہ آپ کے معمولات وکردار آنے والی نسلوں کے لئے مینارۂ نور ہیں۔

ذوقِ عبادت:

حضور سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے صنعائے باطن کے لئے بہت کام کیا لوگوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ خود بھی زہد وتقویٰ اور مجاہدو ریاضت کی طرف آپ کی رغبت خوب تھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔

مجاہدو ریاضت کے زمانہ میں ایک دفعہ مَیں برہنہ سرو پا صحرا میں پھر رہا تھا کانٹے پاؤں میں چبھ رہے تھے اور سورج کی تپش سے کلیجہ کھول رہا تھا مگر مَیں اپنی حالت میں مگن تھا اور چلتے چلتے بیہوش ہوکر گر پڑا اِتنے میں اتفاق سے کچھ لوگ وہاں آگئے اور وہ مجھے مُردہ سمجھ کر آبادی میں لے گئے اور دفن کی تیاری کرنے لگے جب مجھے غسل دینے کے لئے تختہ دار پر ڈال کر پانی مجھ پر بہایا گیا تو مجھے ہوش آگیا مَیں اُٹھ کر بیٹھ گیا اور سمجھا کہ اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے مجھے نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔ (طبقات الکبریٰ جلد 1 ص 109)

حضرت شیخ عارف ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے چالیس سال شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت کی اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ جب آپ بے وضو ہوتے تو فوراً وضو فرما لیتے اور دو رکعت نماز اَدا فرماتے آپ عشاء کی نماز پڑھ کر جب حجرہ میں داخل ہوتے تو آپ کے ساتھ اور کوئی نہ داخل ہوتا اور حجرہ میں سے آپ نماز فجر کے لئے نکلتے تھے مَیں نے آپ کا یہ معمول دیکھا کہ آپ رات کے شروع میں کچھ نفل اَدا فرماتے اور ذکر کرکے یہاں تک کہ رات کا پہلا ثلث گزر جاتا آپ فرماتے ''احاطہ کرنے والا رب گواہ' کافی' حساب لینے والا' کارساز' مصور اور پیدا کرنے والا رب''۔

پھر کبھی آپ تلاوت قرآن مجید کرتے اور بہت طویل سجدے کرتے اِسی حالت میں رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا پھر آپ مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول ہو جاتے اور بہت متوجہ ہو کر بیٹھتے آپ کو اَیسا نور ڈھانپ لیتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اُچک لے حتیٰ کہ آپ صبح کی نماز کی طرف نکلتے۔ (بہجۃ الاسرار ص164)

حضرت شیخ محمد بن نجاز حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے زُہد و تقویٰ اور شب بیداری کے حوالے سے لکھتے ہیں: آپ بہت بڑے عالم اور صاحبِ کرامات تھے تحصیلِ علم کے لئے بغداد آئے اُصول و فروع اور اِختلاف آئمہ میں کمال حاصل کیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے یہاں تک کہ اُن کی شہرت عروج کو پہنچ گئی۔

پھر آپ نے خلق سے قطع تعلق' خلوت' سیر و سیاحت اور نفس کے ساتھ شدید مجاہدے شروع کردیئے' نفس کی مخالفت میں سخت ریاضتیں اور دشوار مراحل عبور کئے اُن میں راتوں کو جاگنا' فاقہ کشی اور آبادیوں سے دُور جنگلات اور ویرانوں کو مسکن بنانا شامل ہے۔ (قلائد الجواہر ص7)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خوفِ خدا' خشیت الٰہی کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ آپ حرم کے سنگریزوں پر سجدہ ریز ہو کر عرض کر رہے تھے الٰہی! مجھے بخش دے اگر مَیں مستحق عذاب سمجھا جاؤں تو قیامت کے روز مجھے نابینا اُٹھا! تاکہ تیرے بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔ (گلستان سعدی باب 2 حکایت 3)

حسن اَخلاق:

حافظ ابوعبداللہ محمد یوسف آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ علماء' فقراء اور عوام میں بہت مقبول تھے اَکابرین اِسلام کا اَہم ستون' عوام خواص سب آپ سے فیض یاب ہوئے مستجاب الدعوات تھے' یادِ اِلٰہی میں آنسو بہانے والے اور ذکر کرنے والے تھے اِنتہائی نرم دِل' خندہ رُو' کریم النفس' وسعت علم' پاکیزہ اَخلاق کے مالک اور عالی نسب تھے عبادات اور مجاہدات میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ (قلائد الجواہر ص7-8)

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کا خاص خیال کرتے اَحباب میں سے جو موجود نہ ہوتے اُن کی خیریت دریافت فرماتے اپنے متعلقین کی غلطیوں سے درگزر فرماتے آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ہر شخص یہی سمجھتا کہ مجھ سے خصوصی تعلق خاطر ہے۔

شیخ ابوالمظفر کا بیان ہے: آپ سے زیادہ بلند اَخلاق' فراخ حوصلہ' کریم النفس' رقیق القلب اور عہد و دوستی نبھانے والا شخص میری نظر میں نہیں گزرا' اِس قدر جلالت شان اور وسیع علم کے باوجود بچوں کے ساتھ ٹھہر جاتے' بڑوں کی عزت کرتے' سلام میں پہل کرتے کمزوروں کے پاس اُٹھتے بیٹھتے' غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتے آپ کبھی کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے۔ (قلائد الجواہر ص19)

(بقیہ صفحہ نمبر 49 کالم نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

ختم گیارہویں شریف کیا ہے؟

از قلم: زوجہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (پرنسپل نگینہ دارِ ارقم سکول سینئر کیمپس)

ختم گیارہویں شریف کے بارے میں جاننے کے لئے ضروری ہے کہ یہ جانا جائے لفظِ ختم کے کیا معانی ہیں؟ اِس لفظ کے اِستعمال کا آغاز کب ہوا؟ کس نے سب سے پہلے ختم کا لفظ بیان فرمایا اور آج ختم شریف کا کیا مطلب لیا جاتا ہے۔

ختم کے معانی:

ختم عربی زبان کا لفظ ہے اور مذکر ہے۔ اِس کے معانی ہیں: آخیر، انجام، اِنتہا، تمام، اِتمام یعنی پورا کرنا، تکمیل، انجام کو پہنچانا۔

اُردو لغت میں ختم کے معانی ہیں قرآن شریف کے مکمل ہونے کا نظام، فاتحہ، نذر و نیاز، ختم کرنا، تمام کرنا، انجام کو پہنچانا، فاتحہ دلوانا، قرآن مجید کا تمام کرنا، ختم ہونا، قرآن شریف کا پورا ہونا۔

عربی لغت اور محاورے کی رُو سے ختم کے معانی بند کرنے، کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے، آخر تک پہنچ جانے اور مُہر لگانے کے ہوتے ہیں۔

خَتَمَ الْعَمَلُ کے معنی ہیں فَرَغَ مِنَ الْعَمَلِ ''کام سے فارغ ہو گیا''۔

اسماعیل الجوہری الصحاح میں لکھتے ہیں: خَتَمَ اللّٰہُ لَہٗ بِخَیْرٍ ''اللہ (عزوجل) اُس کا خاتمہ بالخیر فرمائے''۔ وَخَتَمْتُ الْقُرْآنَ بَلَغْتُ آخِرَہٗ [1] ''یعنی میں نے قرآن مجید ختم کر لیا اور آخیر تک پہنچ گیا''۔ خَتَمَ الشَّیْئَ بَلَغَ اٰخِرَہٗ ''کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اُس کے آخر تک پہنچ جانا۔ اِسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں۔

ختم کا لفظ قرآن مجید اور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا مبارک اور مقدس لفظ ہے جس کا قرآن مجید اور مختلف کتب اَحادیث مبارکہ میں ذکر آتا ہے۔

ختم قرآن مجید کے موقع پر دُعا:

اَحادیث مبارکہ کی عظیم اور معتبر کتاب مجمع الزوائد میں ایک باب باندھا گیا ہے بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآن (ختم قرآن مجید کے موقع پر دُعا کا باب) اس باب میں شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو خوبصورت اَحادیث مبارکہ تحریر کی گئی ہیں جن میں ختم القرآن کا ذکر ہے۔

(1) حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً فَرِیْضَۃً فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ وَّ مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ [2] ''جو شخص فرض نماز پڑھتا ہے، اُس کی دُعا مستجاب ہوتی (مقبول بھی ہوتی) ہے اور جو کوئی ختم قرآن مجید کرتا ہے پس اُس کی دُعا (بھی مقبول یعنی) مستجاب ہوتی ہے''۔

(2) حضرت سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ کَانَ اِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ اَھْلَہٗ وَ وَلَدَہٗ فَدَعَا لَھُمْ [3] ''حضرت سیّدنا انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) جب قرآن مجید ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال اور اَولاد کو جمع فرماتے اور اُن کے لئے دُعا کرتے''۔

اِس دارِ فانی میں رہنے والے تمام لوگ اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن اِس دُنیا سے جانا ہے لیکن مرنے کے بعد حالات و معاملات میں لوگوں نے اِختلاف ڈال دیا ہے اس میں ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جو نہ آخرت کو مانتے ہیں نہ حساب و کتاب کو۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو آخرت کو تو مانتے ہیں لیکن فوت شدہ کے لئے دُعا و اِستغفار کو نہیں مانتے۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو آخرت کو بھی مانتے ہیں اور دُعا و اِستغفار کو بھی

[1] الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیہ ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری جلد 5 ص 1908 فصل الخاء حدیث 11712۔ [2] مجمع الزوائد جلد 7 ص 172، المعجم الکبیر للطبرانی جلد 18 ص 647۔ [3] جلاء الافہام ص 231، مجمع الزوائد جلد 7 ص 172۔

اور ایصالِ ثواب کو بھی، یہی لوگ دراصل طریقۂ اسلام کو مانتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نمازِ جنازہ ہو یا صدقات و خیرات، ایصالِ ثواب ہو دُعائیں ہوں یا استغفار ہو یہ سب دینِ اسلام میں ہیں اور ان سب چیزوں کا فائدہ صرف اور صرف ایمان والوں کو ہوتا ہے۔ حبیب کبریاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین مقدسہ کی روشنی میں ان حقائق اور سچائیوں سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ختم شریف:

نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں ثواب کا تحفہ پیش کرنے، بزرگانِ دین کو ثواب کا نذرانہ پیش کرنے اور وصال شدہ ایمان والوں، والدین یا دیگر لوگوں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے مختلف ایام میں جو اہتمام کیا جاتا ہے اُس کے مختلف نام بیان کئے جاتے ہیں، مثلاً

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس، عرس مبارک، تیسرے، ساتویں، دسویں، پندرہویں، بیسویں، تیسویں یا چالیسویں کا ختم، قل شریف کا ختم، قرآن خوانی یا ختم قرآن شریف یا ختم بخاری شریف یا گیارہویں شریف وغیرہ۔ اِن تمام ناموں کے ساتھ جو اِہتمام ہوتا ہے اُس کا مقصد تحفہ یا نذرانہ پیش کرنا ہوتا ہے یا ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے یا فلاں بزرگ کے لئے ختم شریف کا اِہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں اُنہیں ثواب کا تحفہ نذرانہ پیش کیا جائے یا یہ فلاں میّت کے لئے ہے۔ یہ نامزدگی پہچان کے لئے ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی نظریہ نہیں ہوتا۔ یہ نامزدگی اَیسی حقیقت ہے جس سے انکار یا جس کے خلاف حرام اور شرک کا فتویٰ محض فرقہ پرستی، قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے بے علمی کی دلیل ہے۔

ختم گیارہویں شریف کیا ہے؟

یہ ایک تاریخ ہے جس کا تعلق عظیم روحانی بزرگ شخصیت حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اُنہیں عرفِ عام میں پیرِ پیراں اور غوثِ اعظم کہا جاتا ہے۔ گیارہویں شریف کی اَصل یہ ہے کہ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سیّد کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر سال 11 ربیع الثانی کو ختم شریف دلوایا کرتے تھے۔ وہ نیاز اِتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اِس کے بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو سرورِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ختم شریف دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک بھی گیارہ ربیع الثانی کو کرتے ہیں۔ 4

گیارہویں شریف ایک مستحب اور نیک عمل ہے۔ یہ موجودہ دَور کی ایجاد نہیں بلکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اَسلاف کا قدیم سے طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے سے متعلق سرورِ کون و مکاں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشادِ گرامی موجود ہے: مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ 5 یعنی ''جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کے نزدیک بھی اَچھی ہے''۔

گیارہویں شریف کے اِہتمام کی وجہ:

گیارہویں شریف اور بزرگانِ دین کے لئے ختم شریف کی غرض صرف اور صرف تحفہ بھیجنے کی ہوتی ہے اور تحفہ ہمیشہ اُس کو بھیجا جاتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔ اور جس سے محبت ہوگی، قیامت کے دن اُس کا ساتھ نصیب ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ 6 ''اِنسان اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے اُس

4 وجیز القراط ص 83، از حضرت علامہ محمد بن حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ۔ 5 موطا امام محمد ص 15، رد المختار ص 518، ہمعات فارسی ص 21، بستان العارفین عربی جلد 9 ص 3، نصب الرایۃ للزیلعی جلد 2 ص 133، مستدرک حاکم جلد 3 ص 78۔ 6 ترمذی حدیث 2389، مشکوٰۃ حدیث 5008، بخاری حدیث 6169، ابوداؤد حدیث 5126، مسند احمد جلد 1 ص 392، مرقاۃ جلد 9 ص 213۔

کو محبت ہوگی''۔

چونکہ اَولیاء اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں اِس لئے اُن سے اپنا تعلق محبت اور اظہار وابستگی مختلف جائز انداز سے کیا جاتا ہے۔ اَیسی کئی مثالیں حدیث شریف میں موجود ہیں۔

فوت شدہ کے لئے دُعا:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، سرورِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ 7 ''جب اِنسان مرجاتا ہے تو اُس کے اَعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے سوائے تین اَعمال کے (1) صدقہ جاریہ (دائمی خیرات یعنی اَیسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)، (2) اَیسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے اور (3) یا وہ نیک بچہ (اَولاد) جو اُس کے لئے (یعنی ماں باپ کے مرنے کے بعد) دُعا کرے''۔

مخلوق کے نام کنواں:

حضرت سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سیّد کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ 8 ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم! حضرت سیّدنا) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کرگئی ہیں اُن کے لئے کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پانی۔ (حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ کے لئے ہے''۔

فوت شدہ کے لئے صدقہ وخیرات:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ 9 ''ایک شخص (سیّد الکونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میری والدہ (صاحبہ) اَچانک فوت ہوگئیں اور مَیں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اَب مَیں اگر اُن کی طرف سے کچھ خیرات کردوں تو کیا اُن کو اَجر وثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!''۔ اِس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کا جانور ذبح کرنا:

فخرِ موجودات سرورِ کائنات اِمام الانبیاء حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ مقدس کے بعد مولائے کائنات اِمام الاولیاء امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے قربانی دیتے تھے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِي الْحَسْنَاءِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اَمَرَنِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا اَدَعُهٗ اَبَدًا 10 ''حضرت محمد بن عبید محاربی کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ حضرت ابی حسنا

7 مسند احمد جلد 2 ص 372، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 6 ص 278، شرح السنۃ للبغوی جلد 1 ص 237، مشکل الآثار جلد 1 ص 95، ابوداؤد جلد 2 ص 42، مشکوٰۃ ص 32، مرآۃ جلد 1 ص 188، کنز العمال جلد 5 ص 952 حدیث 43655، ہفت روزہ الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ص 21/202 جلد 23 شمارہ 12 اکتوبر 1980ء المغنی لابن قدامہ جلد 3 ص 521۔

8 مشکوٰۃ ص 169، ابوداؤد جلد 1 ص 243، نسائی جلد 2 ص 132، مرآۃ جلد 3 ص 104، تیسیر الباری جلد 4 ص 22 (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام (ترجمان اہلحدیث غیر مقلدین) ص 14/230، (جلد 32 شمارہ 13-12، اکتوبر 24-17 1980ء)۔ 9 بخاری جلد 1 ص 180، الادب المفرد ص 9، فتح الباری جلد 3 ص 95، عمدۃ القاری جلد 4 جز 8 ص 221، تفہیم البخاری جلد 2 ص 444، مسلم جلد 2 ص 41، مشکوٰۃ ص 172، نسائی جز 2 ص 132، تیسیر الباری جلد 2 ص 335۔ 10 ترمذی ابواب الاضاحی جلد 1 ص 275 حدیث 1495، ابوداؤد جلد 2 ص 29 حدیث 2790، مشکوٰۃ ص 128 حدیث 1492، مرقاۃ جلد 3 ص 514۔

رحمۃ اللہ علیہ سے' وہ حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے' وہ حضرت حنش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے تھے۔ ایک دنبہ پہلے سیّد العالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ذبح فرماتے اُس کے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے اِس کا سبب پوچھا تو مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے جواب اِرشاد فرمایا کہ مجھے اِس کا حکم (خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے' اِس لئے مَیں اسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا''۔

اِس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وصال شدہ بزرگانِ دین کے نام اور ماں باپ اور عزیز و اَقارب کے نام ایصالِ ثواب کی نیت سے ختم دلوانا' نیاز پکانا' قربانی کرنا' حج کرنا' صدقہ کرنا' سبیلیں لگانا سُنّت صحابہ کرام اور تصدیق اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اور گیارہویں شریف کتنا اچھا کام ہے کہ گیارہویں شریف کے پروگرام میں تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے' نعتِ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگانِ دین اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حالات سنائے جاتے ہیں۔ دُرود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے پھر حاضرین کو شیرینی و طعام پیش کیا جاتا ہے۔ یوں ایصالِ ثواب اور دُعا و اِستغفار کے ذریعے دینِ اِسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
دوست دار چہار یارم تابع اولاد علی رضی اللہ عنہ
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل علیہ السلام
خاکِ پائے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ زیر سایہ ہر ولی

کیا غوث اعظم کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟

ترتیب: زوجہ پیر طریقت پیر فہد احمد یوسفی (پرنسپل جامعات یوسفیہ پنجاب)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ کسی غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اِس سوال کے جواب کے لئے اہم ترین ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآنِ مجید سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ قرآنِ مجید میں کل چار آیات مبارکہ ہیں جن میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلمات آتے ہیں۔

سورۃ المائدۃ آیت نمبر 119۔

(1) قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں' اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر 100 میں ہے:

(2) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ''اور وہ سب سے اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ اُن کے لئے باغات تیار رکھے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

تفسیر احسن البیان میں ہے:

''اِس میں تین گروہوں کا ذکر ہے ایک مہاجرین کا جنہوں نے دین کی خاطر اللہ اور رسول کے حکم پر مکہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کی اور سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے' دوسرے انصار جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے اُنہوں نے ہر موقع پر (خاتم النبیین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ منورہ آنے والے مہاجرین کی خوب پذیرائی اور تواضع کی اور اپنا سب کچھ اُن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہاں اِن دونوں گروہوں سابقون اور اوّلون کا ذکر فرمایا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو اِن مہاجرین وانصار کے خلوص اور احسان کیساتھ پیروکار ہیں۔ اِس گروہ سے مراد بعض کے نزدیک اصطلاحی تابعین ہیں جنہوں نے (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے مشرف ہوئے اور بعض نے اِسے عام رکھا ہے۔ یعنی قیامت تک جتنے بھی انصار اور مہاجرین سے محبت رکھنے والے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے مسلمان ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ اِن میں اصطلاحی تابعین بھی آ جاتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان من وعن حاشیہ نمبر 1 ص 501 چھاپہ سعودی عرب)

سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر 22 میں ہے:

(3) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ''جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم نہ پاؤ گے کہ وہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے مخالفت کی۔

اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں' یہ وہ ہیں جن کے دِلوں میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور اُنہیں اُن باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ہی جماعت کامیاب ہے''۔

''رضی اللہ عنہم پر اُن کے ایمانِ خالص' یقینِ کامل اور عملِ صالح کا انعام ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ بھی انعام و اکرام پر راضی ہیں۔ یہ اعزاز و اکرام اور یہ انعام و افضال اَیسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈر کر اُس کے احکام کی اطاعت کریں اور اُس کے محرمات سے دُور رہیں۔ (جواہر القرآن از افادات حسین علی واں بچھروی ترتیب غلام اللہ خان)

سورۃ البینہ کی آیت نمبر 8 میں ہے:

(4) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ٥ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ٥ ''بے شک وہ لوگ جو اِیمان لائے اور اَعمال صالحہ کئے وہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس ہے' بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (عزوجل) اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے''۔

اِس آیت میں بیان کردہ اعزاز (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) اگرچہ خاص صحابہ کرام کے بارے میں نازل نہیں ہوا۔ تاہم وہ اس کا مصداقِ اَوّلین اور مصداقِ اتم ہیں۔ اِسی لیے اِس کے معنی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ صفات سے متصف ہر مسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مستحق بن سکتا ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص 1282 من وعن)

سورۃ الفتح کی آیت نمبر 18 میں ہے:

(5) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ٥ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) راضی ہوا اِیمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیعت کرتے تھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانا جو اُن کے دِلوں میں ہے تو اُن پر اِطمینان اُتارا اور اُن کو جلد آنے والی فتح کا انعام عطا فرمایا''۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ نمبر 1 میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچوں کا ذکر فرمایا ہے کہ سچوں کا سچ قیامت کے دن کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ سچے لوگ جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اُن لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' اِس سے معلوم ہوا ہر سچے ایمان والے کو ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہہ سکتے ہیں۔

یہاں اِس آیتِ مبارکہ میں ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ'' کا لفظ اگرچہ صحابہ کرام کے لئے خاص ہے۔ لیکن قیامت تک جتنے بھی سچ بولنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے وہ بھی اِس آیت کی بشارت کے مصداق ہوں گے۔ یہ بالکل اِسی طرح ہے جیسے ہم سورۃ الفاتحہ شریف میں پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ ''ہمیں سیدھی راہ چلا' اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا اِنعام ہوا''۔

''جن پر اِنعام ہوا'' وہ کون ہیں؟ وہ یہ مقبول ہستیاں ہیں:

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٥ (النسآء:69)

''جن پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انعام فرمایا وہ ہیں' یعنی اَنبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین' شہداء اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے

ساتھی ہیں''۔ انبیاء کرام (علیہم السلام) کا سلسلہ تو (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے پر ختم ہو چکا ہے لیکن صدیقین، شہداء اور صالحین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور صدیقوں، شہداء اور صالحین سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہے (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ)

دوسری آیتِ مبارکہ میں السَّابِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ میں مہاجرین اور انصار ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' کا ذکر ہے اُن کے ساتھ ہی وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ یعنی ''اور وہ لوگ جو اُن کے پیرو ہوئے'' اُن کا ذکر ہوا ہے۔ اُن سے مراد باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں اور قیامت تک کے تمام مسلمان جو مہاجرین، انصار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہیں، مراد ہیں۔ ایسے لوگ کثیر تعداد میں اَب بھی دُنیا میں موجود ہیں۔ اِس لئے وہ لوگ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں اُن کو بھی ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہہ سکتے ہیں۔

تیسری آیتِ مبارکہ جو کہ سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر 22 ہے میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اُس کا دل نہ تو کفار کی طرف جھکتا ہے اور نہ ہی اُس کے دل میں اُن کی محبت ہوتی ہے (جیسی اِیمان والوں سے ہونی چاہئے) اگرچہ اُس کے ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والا دل، دشمنانِ پروردگار (عزوجل) اور دشمنانِ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت اپنے دل میں نہیں آنے دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اِس کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو واصل جہنم کیا۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن عمیر کو بدر میں واصل جہنم کیا۔ اِس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا جن کے دلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِیمان نقش فرما دیا ہے اور اُنہیں اِیمان پر اِستقامت عطا فرما دی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہے خواہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں جو اِن اِرشادات کا اوّل مصداق ہیں یا اولیاء کرام اور بزرگانِ دین ہوں جو اپنے سینوں میں نورِ ایمان رکھتے ہیں اُنہیں ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہہ سکتے ہیں۔

تمام دلائل اور باتوں کا جواب سورۃ البینہ میں مل جاتا ہے، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ الۡبَرِيَّةِ ۞ جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ''بے شک وہ لوگ جو اِیمان لائے اور اچھے اَعمال کئے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رَبّ کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے''۔

جو کلمہ پڑھنے والا، اِیمان والا اور اَعمالِ صالحہ کرنے والا ہے اُس کے لئے مذکورہ بالا انعام ہے اور وہ اَیسا خوش نصیب ہے کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ''اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی''۔

اِس آیتِ مبارکہ سے بھی معلوم ہوا، ہر ولی اور بزرگ کو ''رضی اللہ عنہ'' کہہ سکتے ہیں کیونکہ اِس آیت کے آخر میں ہے ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِىَ رَبَّهٗ ''یہ اِس لئے کہ جو اپنے ربّ سے ڈرے''، جس قدر اِیمان کامل اُسی قدر خوفِ الٰہی زیادہ۔ جس کے دل میں خوفِ الٰہی ہو وہ بہترین مخلوق ہے۔ اُس کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کہنا درست ہے چاہے صحابی رضی اللہ عنہ ہو یا تابعین یا ائمہ مجتہدین، صحیح العقیدہ متقی، پرہیزگار مفسرین اور بزرگانِ دین، رضی اللہ عنہم۔

جب مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ نازل ہو رہی تھیں اُس وقت خاتم النبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا فیض پانے والے جو لوگ موجود تھے وہ اوّلین حقدار ہیں کہ اُنہیں رضی اللہ عنہ کہا جائے۔ لیکن بعد میں پیدا ہونے والوں کے لئے نہ تو ''رضی اللہ عنہ'' کہنے کی پابندی ہے اور نہ ہی شریعت اِسلامیہ کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ عام طور پر جب کسی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہا جاتا

ہے' تو سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔ اولیاء کرام کے لئے عام طور پر رحمہ اللہ تعالیٰ' علیہ الرحمہ' قدس سرہ العزیز کے اَلفاظ بولے جاتے ہیں۔ لیکن کتاب الٰہی میں قیامت تک آنے والے اِیمان والوں کے لئے پیغامِ حیات اور ضابطۂ اَخلاق ہے۔ لہٰذا جو جو اِن شرائط کو پورا کرے وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلانے کا حقدار ہے۔ اِس لئے غیر صحابی کو بھی ''رضی اللہ عنہ'' کہنا صحیح ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ خود اَیسا فرماتا ہے تو ہمارے لئے قرآنِ مجید رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آیاتِ قرآنیہ یہ بتاتی ہیں کہ جو صحابی نہ ہو اُس کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

بعض لوگ آئمہ دین اور بزرگوں کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کہنے پر جز بز ہوتے ہیں' اُن کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امام بخاری جو نہ تو صحابی ہیں نہ ہی تابعی اُن کی کتاب ''الادب المفرد'' شائع کرنے والوں نے اُن کا نام لکھا ہے۔ الامام الحافظ محمد اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ (چھاپہ بیروت)۔ ابن قیم الجوزی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے ''جلاء الافہام'' (چھاپہ بیروت)۔ اِس کتاب کے صفحہ نمبر 32 پر موصوف نے اپنے استاد ابن تیمیہ صاحب کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ شیخ المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے ''اخبار الاخیار'' میں صفحہ نمبر 9 پر حضرت پیر پیراں شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔

اللہ عزوجل ہم سب کو مدینہ منورہ میں دربارِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ وہاں ریاض الجنۃ کے بعد اصحابِ صُفّہ کے چبوترے کے قریب جو بڑا صحن بنا ہے جہاں چھتریاں لگی ہیں وہاں چار دیواری پر مختلف بزرگوں کے نام لکھے ہیں مثلاً حضرت نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)' حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ' حضرت اِمام مالک رضی اللہ عنہ' حضرت اِمام شافعی رضی اللہ عنہ' حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی صحابی نہیں۔ (لہٰذا غوث پاک کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں)

اَسمآءُ النّبیِّ ﷺ

(قسط 1)

ازقلم: اُمّ مفاز زوجہ مفتی خلیل احمد یوسفی
(پرنسپل جامعہ یوسفیہ حمیہ برائے طالبات سکیم نمبر 2 لاہور)

سیّدنا محمد ﷺ:

ہمارے سردار صفاتِ حمیدہ کے لائق

محمد عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی بہت تعریف کیا ہوا۔ تحمید سے اسم مفعول واحد مذکر ہے۔ وہ جس کو سراہا گیا ہو۔ جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔

خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے مشہور اَسماء میں سے محمد ﷺ آپ سرکار ﷺ کا ذاتی نام مبارکہ ہے۔ اور یہ اسم الحمد میں سے بنا ہے یہ اسم محمد ﷺ سے اسم مفعول ہے۔ اور محمود کی ثناء محبت اور تعظیم و جلالت پر مضمن ہے کیونکہ حمد کی حقیقت یہی ہے پس محمد وہ ہے جس پر حمد کرنے والوں نے ہر وقت حمد کی ہو اور جو ہر لمحہ حمد کئے جانے کا مستحق ہو۔ اِمام ابن قیم فرماتے ہیں اسم محمد علم بھی ہے اور صفت بھی ہے۔

آپ سرکار ﷺ کا نام مبارک محمد پاک آپ سرکار ﷺ کے دادا جان جناب عبدالمطلب نے رکھا۔ جناب عبدالمطلب نے اپنے پوتے مبارک کا نام جس قدر حسین اور پُر تعریف رکھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔

قرآن مجید میں اسم محمد ﷺ:

قرآن مجید میں اسم محمد ﷺ چار مقامات پر آیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں اِرشاد فرماتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران: 144) ''اور نہیں حضرت محمد ﷺ مگر پیغمبر''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا o (الاحزاب: 40) ''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام اَنبیاء میں سے آخری نبی ﷺ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے: بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد: 28) ''جو حضور ﷺ پر نازل کیا گیا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح: 29) ''حضرت محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں''۔

حضرت سیّدنا محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ اِمام الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ میرے کئی نام ہیں۔ مَیں محمد ہوں، مَیں احمد ہوں اور ماحی ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا مَیں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر گریں گے اور مَیں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ [1]

حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک بار نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ ﷺ سے مدینہ منورہ شریف کے کسی راستے میں ملا آپ سرکار ﷺ نے فرمایا: میرا نام محمد ﷺ ہے۔ احمد ہے، نبی الرحمۃ ہے، نبی التوبۃ ہے، اور میں مُقفّی ہوں، حاشر ہوں اور نبی ولاحم ہوں۔ [2]

ابن اسحاق کا قول مبارک:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قریشیوں نے آپ سرکار

1۔ صحیح مسلم جلد 2 ص 261۔ 2۔ شمائل ترمذی ص 26۔

ﷺ کا نام مذمم (بُرا) استغفر اللہ' رکھا پھر آپ سرکار ﷺ کی شانِ اَقدس میں گستاخی کرتے آپ سرکار ﷺ فرماتے تھے کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے قریش کی گندگی کو کیسے دُور رکھتا ہے وہ مذمم کو گالیاں نکالتے ہیں اور اُسی کو ہجو کرتے ہیں حالانکہ مَیں تو محمد ﷺ ہوں۔ [3]

کلمہ طیبہ:

ایک مسلمان کے واسطے کلمہ کا زبان سے اِظہارِ دِل سے اقرار ضروری ہے اور جب تک کوئی کلمہ نہ پڑھے گا وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ کلمہ طیبہ دینِ حق کی اَساس ہے۔ اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی کلمہ طیبہ نہ پڑھے تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس میں رب تعالیٰ ذوالجلال والاکرام اپنے مبارک نام کے ساتھ اپنے محبوب کریم ﷺ کے خوبصورت نام کو ساتھ ملائے ہوئے ہے۔ کلمے کے پہلے حصے میں رب تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور پھر پیارے محبوب کریم ﷺ کے رسول مبارک ہونے کا بیان ہے۔ اس کی ادائیگی سے دل میں ایمان کی شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ جب رب تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف آپ ﷺ نے فرمائی تو رب تعالیٰ نے مخلوق وکائنات میں سب سے بڑھ کر آپ سرکار ﷺ کی حمد کرائی اور اِس لئے آپ سرکار ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ ہوا۔

اِمام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''محمد'' تو ہوتا ہی وہی ہے کہ جس کے اَوصاف وفضائل قابل تعریف عادات سے بھی بڑھے ہوئے ہوں۔

فضائل واَعمال:

اسم مبارک محمد ﷺ کا وِرد اِنسان کی کامیابیوں کی کلید ہے۔

گناہوں سے نجات کی خاطر یہ اسم محمد ﷺ ایک نسخہ کیمیا کی طرح ہے۔

اس اِسم شریف کا ہر روز وِرد کرنے سے دین ودُنیا کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

عبادت میں لذت اور سکون روح وقلب کے لئے یہ ایک عظیم اسم گرامی ہے۔

حصول حسناتِ دین ودُنیا کے لئے اس اسم مبارکہ کا وظیفہ بے حد نافع ہے۔

جو شخص اولادِ نرینہ سے محروم ہو۔ اگر وہ منت مان لے کہ آنے والے بچے کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بیٹے کی نعمت سے نوازتا ہے۔

جن کا نام مبارک حضور ﷺ کے نام پر رکھا گیا ہو جہنم کی آگ انہیں نہیں چھوئے گی۔

(صفحہ نمبر 39 کا بقیہ)

شیخ ابو القاسم عمر بن بزاز آپ کے اَوصاف کے متعلق فرماتے ہیں: ہم شیخ محی الدین عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے گویا وہ ایک خواب تھا اور جب ہم جاگے تو ہم نے اُن کو گُم کردیا آپ کے اَخلاق بہت اچھے تھے آپ کے اَوصاف پسندیدہ تھے آپ کی ذات بری عادات سے کوسوں دُور تھی آپ بہت سخی تھے' ہر رات دسترخوان بچھانے کا حکم دیتے' مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے' ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے' بیماروں کی عیادت کرتے' طلب علم پر صبر کرتے ان کا ہم نشین کبھی یہ خیال نہ کرتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ آپ کے نزدیک مکرم ہے۔ آپ کے وہ اَصحاب جو غائب ہوتے ان کی خبر گیری کرتے' ان کا حال دریافت کرتے اور ان کی دوستی کی حفاظت فرماتے اور ان کی بُرائیوں کو معاف کرتے اور جو قسم کھاتا اُس کا اِعتبار کرتے اور اپنا علم اِس کے بارے میں مخفی رکھتے' مَیں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حیادار نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار ص200)

---

[3] سیرۃ ابن ہشام جلد 1 ص 104۔